عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۸ تا ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱

حضرت خباب بن ارتؓ

سیرت
ایک روشن پہلو

سالانہ ختم نبوت اجتماع صوابی

کاروانِ ختمِ نبوت پون صدی کا سفر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

تین طلاق شدہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے

س:......میرے شوہر کا تعلق شیعہ مذہب سے ہے اور میں سنی ہوں، ایک دن ہمارا جھگڑا ہوگیا تو غصے میں انہوں نے تین بار طلاق دے دی، لیکن پھر دوسرے دن ہی ہماری صلح ہوگئی تھی، انہوں نے کہا کہ ہمارے شیعہ مذہب میں ایک ساتھ تین طلاق نہیں ہوتیں۔ اس بارے میں آپ راہنمائی فرمائیں کہ ہمارا نکاح ہے یا نہیں؟ لیکن پانچ مہینے بعد ہمارا پھر سے جھگڑا ہوا۔ انہوں نے مجھے طلاق نہیں دی، لیکن میں نے کہا کہ آپ نے مجھے تین طلاقیں دی تھیں۔ اب آپ مجھے لکھ کر دیں کہ ایک ساتھ دینا نہیں چاہتے تھے، کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں نہیں ہوتی۔ لیکن میرے اصرار کرنے پر انہوں نے یہ تحریر لکھ کر دی، اس کاغذ پر کورٹ کے باہر جو بیٹھے ہوتے ہیں، ان کی مہر ہے۔ آپ اس بارے میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ کیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ چونکہ سنی ہیں اور اہل سنت والجماعت کے یہاں شوہر اپنی بیوی کو ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاق دے یا ایک ہی لفظ سے تین طلاق دے زبانی دے یا لکھ کر دے، بہرصورت! یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ لہٰذا آپ کے شوہر نے پہلے زبانی تین طلاقیں دے دیں پھر تحریری طور پر بھی تین طلاقیں دیں، اس لئے یہ تینوں طلاق واقع ہوچکی ہیں اور بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوچکی ہے، آئندہ ان کے درمیان کوئی صلح نہیں ہوسکتی اور نہ ہی دوبارہ ان کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے۔ آپ عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں۔

تعزیت کا مستحب طریقہ

س:...... ہمارے علاقہ میں اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو لوگ تعزیت کے لئے آتے ہیں پھر گھر والوں میں سے جو بھی مل جائے اس کو کہتے ہیں کہ چلو دعا کرلیں اور پھر سب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یہ سلسلہ مہمانوں کی آمد کے ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے، کچھ لوگ یہ بھی کرتے ہیں کہ ایک بار سورۂ فاتحہ، تین بار قل ھو اللہ احد اور ایک دفعہ درود شریف پڑھتے ہیں پھر دعا کرتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟ اس طرح تو گھر والے پڑھتے پڑھتے تھک کر اکتا جاتے ہیں اور ان پر گراں گزرتا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے یا بدعت ہے؟ اگر بدعت ہے تو گھر والوں کو کیا کرنا چاہئے؟

ج:......تعزیت کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کے پسماندگان کو ملیں تو یوں کہیں کہ: اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اس سے درگزر فرمائے اور اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور آپ کو ان کی جدائی پر جو صدمہ ہوا ہے اس پر صبر اور اجر عطا فرمائے۔

”ویستحب ان یقال لصاحب التعزیة غفر اللہ تعالیٰ لمیتک وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقک الصبر علیٰ مصیبته وآجرک علی موته۔“ (عالمگیری، ج:۱،ص:۱۶۵)

میت کو ایصال ثواب کرنا تو ثابت ہے، اپنے طور پر جو شخص بھی ایصالِ ثواب کرنا چاہے کرسکتا ہے، شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ البتہ تعزیت کے وقت دعا اور ایصالِ ثواب کی مروجہ صورت شرعاً ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۱۸ تا ۲۴ رجمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ رجنوری ۲۰۲۴ء شمارہ: ۱

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

کاروانِ ختم نبوت کا پون صدی کا سفر	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سیرت کا ایک روشن پہلو	۸	علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱۳	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا رحمۃ اللہ علیہ
صہیونیت اور اسرائیل... تاریخی پس منظر (۵)	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مجموعہ کتب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹	مولانا محمد انس، ملتان
قادیانی خلیفہ کے داماد کی اسرائیل نوازی	۲۵	جناب علی ہلال صاحب
سالانہ ختم نبوت اجتماع، صوابی	۲۷	مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات و واقعات

عہدِ نبوت کے ماہ و سال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۳ فصل:.... ۸ ہجری کے سرایا

السلاسل:.... وادی القریٰ سے اِدھر قبیلۂ جذام کے علاقے میں ایک کنویں کا نام ہے، جو مدینہ سے دس میل کی مسافت پر واقع ہے، یہ سریہ چونکہ اس پانی کے قریب ہوا تھا اس لئے سریۂ ذات السلاسل کہلایا، اور ایک قول یہ ہے کہ اس میدان میں ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ دُور تک چلا گیا ہے، جو ایک دُوسرے سے مربوط ہیں اور جو پاؤں کی زنجیر (سلسلہ) کی طرح آگے قدم بڑھانے سے مانع ہوتے ہیں، اس لئے انہیں ''السلاسل'' کہا جاتا ہے اور ان کی نسبت سے یہ سریہ ''ذات السلاسل'' کہلاتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ''ذات السلاسل'' بھیجنے کا واقعہ ان کے اسلام لانے کے چار ماہ بعد کا ہے، چنانچہ تیسرے باب میں ۸ھ کے حوادث میں آئے گا کہ جمہور کے قول کے مطابق وہ صفر ۸ھ میں اسلام لائے۔

۷:.... سریۂ ابوعبیدۃ بن الجراحؓ:.... اسی سال رجب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو تین سو رُفقاء کی معیت میں قریش کے ایک قافلے سے تعرض اور بنوجُہَیْنَہ کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا، بنوجُہَیْنَہ مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر آباد تھے۔ یہ سریہ ''سریہ سیف البحر'' اور ''سریۃ الخبط'' کہلاتا ہے۔ ''سیف البحر'' تو اس لئے کہ یہ ساحلِ سمندر کی طرف گیا تھا، سیف البحر کے معنی: ساحلِ سمندر۔ اور ''سریۃ الخبط'' اس لئے کہ خبط (بفتحتین) درخت کے پتوں کو کہتے ہیں جو لاٹھی وغیرہ سے جھاڑے جائیں، اس سفر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا زادِ سفر ختم ہوگیا تھا اور انہیں درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی تھی، جس سے ان کے جبڑے زخمی ہوگئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی خوراک کا انتظام فرمایا کہ سمندر نے ایک پہاڑ جیسی عنبر نامی مچھلی کنارے پر پھینک دی، یہ تین سو افراد تھے، ایک مہینے تک خوب سیر ہوکر کھائی اور اس کے روغن کی مالش کی، یہاں تک کہ ان کے جسم خوب فربہ اور تنومند ہوگئے اور اس کے باقی ماندہ ٹکڑے اُٹھا کر مدینہ لے گئے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا، اس سریہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ حافظ ابنِ حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ: ''اہلِ سیر کا اس سریہ کو ۸ھ میں ذکر کرنا محلِ نظر ہے، کیونکہ ۶ھ میں مقامِ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفارِ قریش کے مابین دس سال کے لئے معاہدۂ جنگ بندی ہوا تھا، اندریں صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلۂ قریش سے تعرض کے لئے سریہ کیسے روانہ فرماسکتے تھے؟'' سیّد جمال الدین نے ''روضۃ الاحباب'' میں اور ولی الدین عراقی نے ''شرح تقریب'' میں حافظؒ کے اس اِشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ: ''قریش نے نقضِ عہد کرکے معاہدۂ صلح کالعدم کردیا تھا، اور اس سریہ کا بھیجنا نقضِ عہد کے بعد اور فتحِ مکہ سے کچھ مدّت پہلے ہوا۔'' اسی سریہ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس عنبر نامی مچھلی کی پسلی نصب کرنے کا حکم دیا اور سب سے طویل قامت صحابی حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو سب سے طویل اُونٹ پر سوار کرکے اس کے نیچے سے گزارا گیا، چنانچہ وہ بے تکلف گزر گئے اور وہ پسلی ان کے سر سے اُونچی رہی۔ نیز حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھ کے گڑھے میں بیٹھنے کا حکم فرمایا، چنانچہ تیرہ حضراتِ صحابہ آسانی سے اس میں بیٹھ گئے، رضی اللہ عنہم۔

۸:.... سریۂ عمرو بن مرّہ الجہنیؓ:.... اسی سال فتحِ مکہ سے قبل حضرت عمرو بن مرّہ الجہنی رضی اللہ عنہ کا سریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی طرف بھیجا گیا، جو اَبھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف صف آرا تھے، حضرت عمرو بن مرّہ رضی اللہ عنہ قبیلۂ جہینہ اور مزینہ کے چند رُفقاء کے ساتھ اس کے مقابلے میں گئے، اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان اور اس کے ٹولے کو شکست دی، اس کے بہت سے ساتھی میدان میں کام آئے، پھر فتحِ مکہ کے موقع پر ابوسفیان کو اِسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ (جاری ہے)

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

کاروانِ ختم نبوت کا پون صدی کا سفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جنوری ۱۹۴۹ء میں ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا، اگرچہ فوری طور پر اس کی تشکیل کے مراحل طے نہیں ہوسکے تھے، لیکن ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس احرارِ اسلام پر پابندی عائد ہونے کے بعد ستمبر ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کو باقاعدہ جماعت کی شکل دینے کا فیصلہ ہوا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس کے پہلے امیر مرکزیہ منتخب کئے گئے۔ مجلس احرارِ اسلام کی تاریخی دستاویز ''کاروانِ احرار'' کے مصنف اور رفیق امیر شریعتؒ جانباز مرزا مرحوم لکھتے ہیں:

''جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار کا سیاسی نظام ختم کردیا گیا اور اس کی جگہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر تبلیغی کام کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس ادارے کے صدر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔'' (کاروانِ احرار، ج:۵، ص:۱۳)

اسی طرح آپ حضرت امیر شریعتؒ کی سوانح ''حیاتِ امیر شریعتؒ'' میں لکھتے ہیں:

''اسی سال (۱۳؍ستمبر) امیر شریعتؒ کو اکثر احباب کے اصرار پر ملتان کے ایک خصوصی اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا صدر منتخب کیا گیا، آپ نے صدر منتخب ہوتے ہی حسبِ ذیل بیان پریس کے نام جاری کیا: ''مسئلہ ختم نبوت جانِ اسلام اور روحِ قرآن ہے۔ اگر مسلمان عقیدۂ ختم نبوت سے بال برابر اِدھر اُدھر ہوجائیں گے تو پھر نہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن باقی رہتا ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کا وہ تقدس اور توحید باقی رہتی ہے، جن پر آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ختمی المرتبت تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام متفق ہیں مرزائیت اس روح پر، اس جان قرآن اور جانِ اسلام پر مرتدانہ ضرب ہے۔ میں اس کے استیصال کو ہر مسلمان کے لئے فرض جانتا ہوں اور اپنی زندگی کی آخری بازی، پاکستان کے جسم میں یہ سیاسی ناسور ہے۔ اگر حکومت نے اس کا آپریشن نہ کیا تو یہ ناسور سارے جسم کو تباہ کرکے رکھ دے گا۔''

(حیاتِ امیر شریعتؒ، ص:۳۸۹)

حضرت امیر شریعتؒ کی صاحبزادی محترمہ سیدہ ام کفیل بخاریؒ اپنے والد گرامیؒ پر اپنی کتاب میں تحریر فرماتی ہیں:

''تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی پاداش میں مجلس احرارِ اسلام خلافِ قانون قرار دے دی گئی۔ چنانچہ احرار کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کو ستمبر ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام دے دیا گیا۔ اباجی! اس کے پہلے امیر اور مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ مجلس کے زیر اہتمام دارالمبلغین قائم کیا گیا۔ جس میں فاتح قادیان مولانا محمد حیات اور دیگر علماء ردّ قادیانیت پر منتخب نصاب پڑھاتے اور مبلغین تیار کرتے۔'' (سیدی وابی، ص:۲۹۹، حواشی)

ان تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' جس کے قیام کا فیصلہ جنوری ۱۹۴۹ء میں کیا گیا تھا، آج جنوری ۲۰۲۴ء میں اس تاریخی فیصلے کو ۷۴ سال مکمل ہوگئے ہیں، گویا یہ سال مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کے فیصلے کا پچھترواں سال ہے۔ کاروانِ ختم نبوت پون

صدی کا یہ سفر مجلس تحفظ ختم نبوت سے ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کی صورت میں قادیانی فتنے کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کرتے ہوئے طے کررہا ہے۔

اسی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کے ۲۵ ویں سال ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم تسلیم کرلیا تھا، یوں ۷ ستمبر ۲۰۲۴ کا وہ دن بھی قریب ہے، جب آئینی محاذ پر تحفظ ختم نبوت کے اس سنگِ میل کو عبور کئے ۵۰ سال مکمل ہوجائیں گے، اس اعتبار سے یہ سال گویا تحفظ ختم نبوت کی گولڈن جوبلی کا سال ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا ہفتہ وار ترجمان ’’ہفت روزہ ختم نبوت‘‘ کراچی سے ۱۹۸۲ء میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء کو پہلا شمارہ منظر عام پر آیا تھا، جس کے پہلے اداریئے میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اس پرچے کے اجرا کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:

’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کا موضوع یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی وملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض ومقاصد انشاء اللہ! ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کے ہوں گے اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق وعنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین و ہدایت کے اس خوانِ یغما پر قارئین کے ذہن وقلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں، اس کے لئے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ وعاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں۔‘‘ (ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، ج:۱ش:۱، بحوالہ تحفۂ قادیانیت، ج:۱ص:۲۴۰، ط:۲۰۱۰ء)

ہفت روزہ ختم نبوت کے ۴۳ ویں سال کے آغاز کے موقع پر ہم حضرت شہید اسلامؒ کے بیان فرمودہ انہی مقاصد کو دہراتے ہوئے چاہیں گے کہ آپؒ ہی کے جانشین شہید ناموسِ رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کے تحریر کردہ درج ذیل خطوط کو مشعل راہ بنایا جائے تا کہ ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کرسکیں:

’’۱:... علاقے میں اتحاد بین المسلمین کی فضا قائم کی جائے، ۲:... تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء کرام کا باہمی ربط، میل ملاقات اور آپس کا جوڑ رکھا جائے، ۳:... رسائل اور اخبارات میں مضامین لکھنے والوں سے رابطہ کیا جائے، ۴:... علاقے میں موجود مشائخ طریقت، پیر صاحبان سے رابطہ، دعاؤں کی درخواست اور سرپرستی کی استدعا کی جائے، ۵:... معززینِ علاقہ، سیاستدان، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ تمام طبقات کے لوگوں سے رابطہ کیا جائے، ۶:... اسکول، کالج، یونیورسٹی اور مدارسِ دینیہ کے طلبا کو تحفظ ناموس رسالت کے لئے فکرمند کیا جائے، ۷:... طلبا وطالبات کے لئے سمر کورس برائے ردِ قادیانیت کا انتظام کیا جائے، ۸:... ختم نبوت خط وکتابت کورس پوسٹ بکس نمبر ۱۳۴۷ اسلام آباد کی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے، ۹:... خطباتِ ختم نبوت کا اہتمام کیا جائے، ۱۰:... دُروسِ ختم نبوت کا اہتمام ہونا چاہئے، ۱۱:... سالانہ ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر کے لئے طلبا کو تیار کرکے بھیجا جائے، ۱۲:... سالانہ چھٹیوں میں کراچی کی سطح پر ریفریش کورس کا اہتمام کیا جائے، ۱۳:... ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد، ۱۴:... دنیاوی تعلیم یافتہ طبقے کے لئے سیمینار کا اہتمام کرنا، ۱۵:... ردِ قادیانیت پر ہفتہ وار لٹریچر کی فری تقسیم، جو مرکز سے حاصل کیا جاسکتا ہے، ۱۶:... ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی اور ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان کے خریدار بنانا، ۱۷:... اپنی مساجد، مدارس میں تحفظ ختم نبوت لائبریری کا قیام اور اس کے استفادے کا نظام الاوقات، ۱۸:... علاقے میں موجود قادیانیوں پر نظر اور ان کی حتمی فہرست تیار کرنا، ۱۹:... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ، اس کے لئے رائے

عامہ کو ہموار کرنا، ۲۰:... اپنے علاقے میں نوجوان دوستوں کو ختم نبوت کے لئے تیار کرنا ان کی ممبر شپ کرنا، ۲۱:... ردِ قادیانیت کے عنوانات پر تقریری مقابلے کا انعقاد، ۲۲:... اسلامی مکاتبِ فکر کے مقتدر حضرات سے رابطہ اور پروگرام میں شرکت کی دعوت، ۲۳:... ختم نبوت کوئز پروگرام وغیرہ، جتنا بھی ممکنہ صورتیں ہوں اپنا کر تحفظِ ناموس رسالت کی اہمیت اور قادیانیت سے نفرت کو اُجاگر کیا جائے۔

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا نکات کو پیش نظر رکھ کر مدرسہ، مسجد، اسکول، کالج، ادارے، محلے، علاقے اور دفتر کی سطح پر کام کیا جائے تو یقیناً اس کے دُوررس اثرات مرتب ہوں گے، اور اس سے بڑوں، بچوں، مردوں اور عورتوں میں اس فتنے سے متعلق آگاہی اور رائے عامہ ہموار ہوگی۔ دراصل آج کل مسلمانوں میں ایک کمزوری درآئی ہے وہ یہ کہ ہم کام نہیں کرسکتے اور اگر کرنا بھی چاہیں تو اس کی ترتیب کیا ہونی چاہئے؟ مندرجہ بالا چارٹ کی مدد سے ہر انسان اپنے اپنے اوقات، مصروفیات اور ضروریات کو دیکھ کر اپنے لئے کام کا کوئی میدان بآسانی متعین کرسکتا ہے۔'' (ہفت روزہ، ج:۲۸، ش:۱۰، بحوالہ: دورِ حاضر کے فتنوں کا تعاقب، ص:۲۵۸۔۲۵۹)

نیز آخر میں تمام مبلغین ختم نبوت کے نام بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کاروانِ ختم نبوت کے سالارِ اول، امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کی وصیت کی یاددہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ جانباز مرزا مرحوم ''حیاتِ امیر شریعتؒ'' میں تحریر کنندہ ہیں:

''۱:... تحفظ ختم نبوت کے تمام مبلغین کو امیر شریعتؒ نے اپنے مکان کی بیٹھک میں بلا کر حسبِ ذیل وصیت فرمائی: ''عزیزو! اسلام کی تبلیغ کانٹوں کا تاج پہننے کے مترادف ہے، جدھر منہ کروگے، مخالف ہی مخالف نظر آئیں گے، حتیٰ کہ ایسے ایسے مقامات سے گزر ہوگا اور مخالفت ہوگی، جہاں تمہارا گمان بھی نہیں پہنچ سکتا، اگر تم اپنے عزم پر پکے اور پختہ رہے تو کامیاب ہوجاؤ گے، (پھر تھوڑا مسکرائے اور فرمایا) احرار بظاہر کسی تحریک میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن جس عزم کو لے کر اٹھے اس پر ڈٹے رہے تو نتیجہ یہ ہے کہ آج برسرِ اقتدار آنے والا ہر گروہ احرار کے نام سے لرزتا ہے، ۲:... وعظ کرنے کے لئے جانے سے پہلے داعی سے کرایہ کبھی وصول نہ کرنا اگر ایسا کروگے تو منہ کھائے گا، آنکھ شرمائے گی، حق بیان نہ ہوگا۔ (فرمایا) آمدورفت کا کرایہ گھر سے لے کر چلنا، تقریر و بیان کے بعد اگر داعی کچھ خدمت کرے تو اس کے سامنے شمار نہ کرنا اور اگر کچھ بھی نہ دے تو اپنی زبان سے طلب بھی نہ کرنا، بلکہ چپکے سے ہنستے ہوئے واپس آجانا۔ (فرمایا) ساری زندگی میرا یہی عمل رہا ہے۔ جب کہیں جانا ہوتا تو میں تمہاری اماں سے پوچھا کرتا تھا کہ مجھے فلاں جگہ وعظ کہنے جانا ہے کرایہ ہے؟ اگر ہوتا تو آمدورفت کا خرچ گھر سے لے کر چلتا۔ (فرمایا) کچھ بھی خدمت نہ کرنے والا، اگر پھر بھی بلالے اور دعوت دے دے تو جانے سے انکار نہ کرنا، (فرمایا) اب اگر پچھلی اور پہلی مرتبہ ہدیہ، حق الخدمت وغیرہ نہ مل سکنے کے سبب جانے سے رک جاؤ گے تو للّٰہیت نہ ہوگی بلکہ نفسانیت ہوگی اور داعی کے سامنے شمار نہ کرنے سے روکنے میں یہ حکمت فرمائی، ہوسکتا ہے کہ داعی غریب اور مفلس ہونے کے سبب حق الخدمت یا کرایہ بھی پورا نہ دے سکے۔ اس سے خود کو بھی تردد ہوگا اور داعی کے دل سے ہوک اٹھے گی: ہائے! میں غریب تھا نا، کہ کرایہ بھی نہ دے سکا اور اس سے اس غریب کے دل سے ایک آہ نکلے گی۔ لہٰذا یہ نصیحت یاد رکھنا کہ غریب کی آہ اور دل دکھانے کے ہر پہلو سے پرہیز کرنا۔ اگر ان باتوں پر عمل کروگے تو انشاء اللہ! کبھی بھوکے نہیں رہوگے اور یہی باتیں دنیا و عقبیٰ کی فلاح و بہبود اور ترقی و سربلندی کا موجب ثابت ہوں گی۔'' (حیاتِ امیر شریعتؒ، ص:۳۸۹۔۳۹۰)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین مجلس کے وضع کردہ اصولوں اور قواعد وضوابط کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہی کی روشنی میں آئندہ سفر کے خطوط بھی ہمارے سامنے واضح فرمائے، اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہماری صبحِ زندگی کی شام بخیر فرمائے، آمین، بحرمۃ النبی الکریم۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

سیرت کا ایک روشن پہلو

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپ نے بحیثیت ایک پیغمبر کے اپنے پیروکاروں کو جو نصیحت فرمائی اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔

کثرتِ ذکر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی یاد اور محبت کی نصیحت کی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی میں اس تلقین کا جو اثر نمایاں ہوا وہ تو الگ چیز ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کہاں تک اس کے مطابق تھی، اس پر غور کرو، شب و روز میں کم کوئی ایسا لمحہ تھا جب آپ کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، پہنتے اوڑھتے ہر حالت میں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد زبان مبارک پر جاری رہتی تھی۔ آج حدیث کی کتابوں کا ایک بڑا حصہ انہی مبارک کلمات اور دعاؤں کے بیان میں ہے جو مختلف حالات اور مختلف وقتوں کی مناسبت سے آپ کی زبان فیض اثر سے ادا ہوئیں۔ حصن حصین دوسو صفحوں کی کتاب صرف ان کلمات اور دعاؤں کا مجموعہ ہے جن کے فقرہ فقرہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت، جلالت اور خشیت نمایاں ہیں اور جن سے ہر وقت زبان اقدس تر رہتی تھی۔ قرآن نے اچھے بندوں کی یہ تعریف کی ہے:

''الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم۔'' (آل عمران:191پ:4)

جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے ہیں۔

یہی آپ کی زندگی کا نقشہ تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔

نماز سے تعلق:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز کا حکم دیا مگر خود آپ کا حال کیا تھا، عام پیروکاروں کو تو پانچ وقتوں کی نماز کا حکم تھا مگر خود آپ آٹھ وقت نماز پڑھتے تھے۔ طلوع آفتاب کے بعد اشراق، کچھ اور دن چڑھنے پر چاشت، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء، پھر تہجد پھر صبح۔ عام مسلمانوں پر تو صبح کو دو رکعتیں، مغرب کو تین اور بقیہ اوقات میں چار چار رکعتیں فرض ہیں، کل شب و روز میں سترہ رکعتیں ہیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز کم و بیش پچاس ساٹھ رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ پنج وقتہ نماز کی فرضیت کے بعد تہجد کی نماز عام مسلمانوں سے معاف ہو گئی تھی مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بھی تمام عمر شب ادا فرماتے رہے اور پھر کیسی نماز کہ رات بھر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے، کھڑے کھڑے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتیں: اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ہر طرح معاف کر دیا ہے پھر اس قدر کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں؟ فرماتے: اے عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنو۔ یعنی یہ نماز خشیت الٰہی سے نہیں بلکہ محبت الٰہی اس کا منشاء ہے۔ رکوع میں اتنی دیر جھکے رہتے کہ دیکھنے والے کہتے کہ شاید آپ سجدہ کرنا بھول گئے۔

نبوت کے آغاز ہی سے آپ نماز پڑھتے تھے۔ کفار آپ کے سخت دشمن تھے مگر بایں ہمہ عین حرم میں جا کر سب کے سامنے نماز پڑھتے تھے۔ کئی دفعہ نماز کی حالت میں دشمنوں نے آپ پر حملہ کیا مگر اس پر بھی اللہ کی یاد سے باز نہ آئے۔ سب سے سخت موقع نماز کا وہ ہوتا تھا جب کفار کی فوجیں مقابل ہوتیں، تیر و خنجر چلتے ہوتے لیکن ادھر نماز کا وقت آیا اور ادھر صفیں درست ہو گئیں۔ بدر کے معرکہ میں تمام مسلمان دشمنوں کے مقابل کھڑے تھے مگر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آگے سجدہ میں جھکے ہوئے تھے۔ تمام عمر میں کوئی نماز عموماً اپنے وقت سے نہیں ہٹی اور نہ دو وقتوں کے علاوہ کبھی کسی وقت کی نماز قضا ہوئی۔ ایک تو غزوۂ خندق میں کافروں نے عصر کی نماز کا موقع نہیں دیا اور ایک دفعہ اور کسی غزوہ کے سفر میں رات بھر چل کر صبح کو تمام لوگ سو گئے تو آپ نے رات کو نماز قضا ادا کی۔ اس سے زیادہ یہ کہ مرض

موت میں شدت کا بخار تھا، تکلیف بہت تھی مگر نماز حتیٰ کہ جماعت بھی ترک نہ ہوئی۔ قوت جواب دے چکی تھی مگر دو صحابیوں کے کندھوں پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ وفات سے تین دن پہلے جب آپ نے اٹھنے کا قصد کیا تو غشی طاری ہوئی اور یہی حالت تین دفعہ پیش آئی، اس وقت نماز باجماعت ترک ہوئی۔ یہ اللہ کی عبادت گزاری اور یاد کا عملی نمونہ۔

روزہ کے بارے میں آپ کے معمولات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کا حکم دیا۔ عام مسلمانوں پر سال میں تیس دن کے روزے فرض ہیں مگر خود آپ کی کیفیت کیا تھی؟ کوئی ہفتہ اور کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہیں تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ روزے رکھنے پر آتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی افطار نہ کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دن بھر سے زیادہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی مگر خود آپ کو یہ حال تھا کہ کبھی کبھی دو، دو، تین، تین دن بیچ میں کچھ کھائے پیئے بغیر متصل روزہ رکھتے تھے اور اس عرصہ میں ایک دانہ بھی منہ میں نہیں جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی تقلید کرنا چاہتے تو فرماتے: تم میں سے کون میری مانند ہے، مجھ کو تو میرا آقا کھلاتا پلاتا ہے۔ سال میں دو مہینے شعبان اور رمضان کے پورے کے پورے روزوں میں گزرے۔ ہر مہینہ کے ایام بیض (15,14,13) میں اکثر روزے رکھتے۔ محرم کے دس دن اور شوال کے چھ دن روزوں میں گزرتے۔ ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کا دن روزوں میں بسر ہوتا، یہ تھا روزوں کے متعلق آپ کا عملی نقشۂ زندگی۔

زکوٰۃ وصدقات اور آپ کا عملی نمونہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زکوٰۃ اور خیرات کا حکم دیا تو پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تم سن چکے ہو کہ انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! آپ قرض داروں کا قرض ادا کرتے ہیں، غریبوں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔'' گو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم سب کچھ چھوڑ کر میرے پیچھے آ ؤ، نہ گھر بار لٹا دینے کا حکم فرمایا، نہ آسمان کی بادشاہت کا دروازہ دولتمندوں پر بند کیا، بلکہ صرف یہ حکم دیا کہ اپنی کمائی میں سے کچھ دوسروں کو دے کر اللہ کا حق بھی ادا کرو۔ و مما رزقنھم ینفقون۔

مگر خود آپ کا عمل یہ رہا کہ جو کچھ آیا اللہ کی راہ میں خرچ ہو گیا۔ غزوات اور فتوحات کی وجہ سے مال واسباب کی کمی نہ تھی مگر وہ سب غیروں کے لیے تھا، اپنے لیے کچھ نہ تھا۔ وہی فقر و فاقہ تھا۔ فتح خیبر کے بعد یعنی 7ھ سے یہ معمول تھا کہ سال بھر کے خرچ کے لیے تمام ازواج مطہرات کو غلہ تقسیم کر دیا جاتا تھا، مگر سال تمام بھی نہیں ہونے پاتا تھا کہ غلہ ختم ہو جاتا تھا کیونکہ غلہ کا بڑا حصہ اہل حاجات کی نذر کر دیا جاتا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ رمضان المبارک میں کرتے تھے۔

تمام عمر کسی سوالی کے جواب میں ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا، کبھی کوئی چیز تنہا نہیں کھاتے تھے، کتنی ہی تھوڑی چیز ہوتی مگر آپ سب حاضرین کو اس میں شریک کر لیتے تھے۔ لوگوں کو عام حکم تھا کہ جو مسلمان قرض چھوڑ کر مر جائے اس کی اطلاع مجھے دو کہ میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس نے ترکہ چھوڑا ہو تو اس کے حقدار اس کے وارث ہوں گے۔ ایک دفعہ ایک بدو نے کہا: اے محمد! یہ مال نہ تیرا ہے اور نہ تیرے باپ کا ہے میرے اونٹ پر لاد دے۔ آپ نے اس کے اونٹ کو جَو اور کھجوروں سے لدوا دیا اور اس کے کہنے کا برا نہ مانا۔ خود فرمایا کرتے: ''میں تو بانٹنے والے اور خزانچی کی حیثیت رکھتا ہوں، اصل دینے والا تو اللہ ہے۔''

سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو میں آپ کے ساتھ گزر رہا تھا، راستہ میں آپ نے فرمایا: ''ابو ذر! اگر اُحد کا یہ پہاڑ میرے لیے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہ جائے، البتہ یہ کہ کسی قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں۔''

قارئین کرام! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف خوشنما الفاظ نہ تھے بلکہ یہ آپ کے عزم صادق کا اظہار تھا اور اسی پر آپ کا عمل تھا۔ بحرین سے ایک دفعہ خراج کا لدا ہوا خزانہ آیا، فرمایا کہ صحن مسجد میں ڈال دیا جائے، صبح کی نماز کے لیے آپ تشریف لائے تو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ نے خزانہ کے انبار کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا، نماز کے بعد ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم کرنا شروع کر دیا، جب سب ختم ہو گیا تو دامن جھاڑ کر اس طرح کھڑے ہو گئے کہ یہ گویا کوئی غبار تھا جو دامن مبارک پر پڑ گیا تھا۔

ایک دفعہ فدک سے چار اونٹوں پر غلہ لد کر آیا، کچھ قرض تھا وہ دیا گیا، کچھ لوگوں کو دیا۔ سیدنا

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ بچ تو نہیں رہا؟ عرض کی: اب کوئی لینے والا نہیں اس لیے بچ رہا ہے، فرمایا: جب تک دنیا کا یہ مال باقی ہے میں گھر نہیں جاسکتا۔ چنانچہ رات مسجد میں بسر کی، صبح کو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر بشارت دی کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سبکدوش کردیا۔ یعنی جو کچھ تھا وہ تقسیم ہوگیا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ایک دفعہ عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول فوراً اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر آگئے، لوگوں کو تعجب ہوا، فرمایا: مجھ کو نماز میں یاد آیا کہ سونے کا چھوٹا سا ٹکڑا گھر میں پڑا رہ گیا ہے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رات آجائے اور وہ محمد (ﷺ) کے گھر میں پڑا رہ جائے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ملول اور رنجیدہ اندر تشریف لائے، میں نے سبب دریافت کیا، فرمایا: ”ام سلمہ! کل جو سات دینار آئے تھے شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے۔“ اس سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ مرض الوفات میں ہیں، بیماری کی سخت تکلیف ہے، نہایت بے چینی ہے لیکن اسی وقت یاد آتا ہے کہ کچھ اشرفیاں گھر میں پڑی ہیں، حکم ہوتا ہے کہ انہیں خیرات کر دو، کیا محمد (ﷺ) اپنے رب سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں۔ یہ تھی اس باب میں آپ کی زندگی کی عملی مثال۔

زہد وقناعت میں آپ کا طرزِ عمل:

نبی اکرم ﷺ نے زہد وقناعت کی تعلیم دی، لیکن اس راہ میں آپ کا طرز عمل کیا تھا؟ پڑھ چکے ہو کہ عرب کے گوشہ گوشہ سے جزیہ، خراج، عشر اور زکوٰۃ وصدقات کے خزانے لدے چلے آتے تھے مگر امیر عرب کے گھر میں وہی فقر تھا اور وہی فاقہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتی تھیں کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی سیر ہو کر آپ کو کھانا نصیب نہ ہوا۔ وہی بیان کرتی ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی تو گھر میں اس دن کے کھانے کے لیے تھوڑے سے جَو کے سوا کچھ موجود نہ تھا اور چند سیر جَو کے بدلہ میں آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن تھی، آپ فرمایا کرتے تھے کہ فرزندِ آدم کو ان چند چیزوں کے سوا کسی چیز کا حق نہیں، رہنے کو ایک جھونپڑا، تن ڈھانپنے کو ایک کپڑا، پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ یہ محض الفاظ کی خوشنما بندش نہ تھی بلکہ یہی آپ کی طرز زندگی کا عملی نقشہ تھا۔ رہنے کا مکان ایک حجرہ تھا جس میں کچی دیوار اور کھجور کے پتوں اور اونٹ کے بالوں کی چھت تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آپ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا جاتا تھا، یعنی جو بدن مبارک پر ہوتا تھا، اس کے سوا کوئی اور کپڑا ہی نہیں ہوتا تھا جو تہہ کیا جاتا۔

ایک دفعہ ایک سائل خدمتِ اقدس میں آیا اور بیان کیا کہ سخت بھوکا ہوں، آپ نے ازواج مطہرات کے پاس کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو ہو تو بھیج دیں، ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہیں اور بھوک کی تکلیف سے کروٹیں بدل رہے ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہے۔ آپ نے شکم مبارک کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر بندھے تھے یعنی دو دن سے فاقہ تھا۔ اکثر بھوک کی وجہ سے آواز میں کمزوری اور نقاہت آجاتی تھی۔ ایک دن دولت خانہ سے نکلے تو بھوکے تھے۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہ نخلستان سے کھجور توڑ لائے اور کھانے کا سامان کیا، کھانا جب سامنے آیا تو آپ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا: یہ فاطمہ کے گھر بھجوا دو کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بڑی محبت تھی مگر یہ محبت امیر عرب نے بیش قیمت کپڑوں اور سونے چاندی کے

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

زیوروں کے ذریعہ سے ظاہر نہیں فرمائی۔ ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا ہوا ایک سونے کا ہار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں دیکھا تو فرمایا: اے فاطمہ! تم کیا لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ محمد (ﷺ) کی بیٹی گلے میں آگ کا طوق ڈالے ہوئے ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی وقت وہ ہار اتار کر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کیا۔ اسی طرح ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سونے کے کنگن پہنے، تو اُتروا دیئے کہ محمد (ﷺ) کو یہ زیبا نہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے لیے دنیا میں اتنا ہی کافی ہے جس قدر ایک مسافر کو زادِراہ۔ یہ قول تھا اور عمل یہ تھا کہ ایک دفعہ کچھ جان نثار ملنے آئے تو دیکھا کہ پہلو میں چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ! ہم لوگ ایک نرم گدا بنا کر حاضر کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: مجھ کو دنیا سے کیا غرض؟ مجھ کو دنیا سے اسی قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو راستہ چلتے تھوڑی دیر کے لیے کہیں سایہ میں آرام کرتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔

9ھ میں جب اسلام کی حکومت یمن سے شام تک پھیلی ہوئی تھی آپ کے توشہ خانہ کی مالیت یہ تھی جسم مبارک پر ایک تہبند، ایک کھدری چارپائی، سرہانے ایک تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی ایک طرف تھوڑے سے جَو، ایک کونے میں ایک جانور کی کھال، کھونٹی میں پانی کے مشکیزے۔ یہ تھا زہد و قناعت کی تعلیم کے ساتھ اس پر آپ کا عمل۔

ایثار اور صحیفہ سیرت:

قارئین کرام! ایثار کا وعظ کہنے والوں کو تم نے بہت دیکھا ہوگا مگر کیا کسی ایثار کے وعظ کہنے والے کے صحیفہ سیرت میں اس کی مثال بھی دیکھی ہے اس کی مثال مدینہ کی گلیوں میں ملے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ایثار کی تعلیم دی تو ساتھ ہی ان کے سامنے اپنا نمونہ بھی پیش کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کو جو محبت تھی وہ ظاہر ہے مگر ان ہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عسرت اور تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینہ پر نیل کے داغ پڑ گئے تھے۔ ایک دن انہوں نے حاضر ہوکر پدر بزرگوار سے ایک خادمہ کی خواہش ظاہر کی، ارشاد ہوا: اے فاطمہ! اب تک صفہ کے غریبوں کا انتظام نہیں ہوا ہے تو تمہاری درخواست کیونکر قبول ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: فاطمہ! بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس چادر نہ تھی، ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لاکر پیش کی۔ اسی وقت ایک صاحب نے کہا: کیسی اچھی چادر ہے، آپ نے فوراً اتار کر ان کے نذر کردی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کوئی تقریب تھی مگر کوئی سامان نہ تھا، ان سے کہا: عائشہ کے پاس جاکر آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، وہ گئے اور جاکر لے آئے حالانکہ آپ کے گھر میں آٹے کے سوا رات کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ ایک دن صفہ کے غریبوں کو لے کر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: جو کچھ کھانے کو ہو لاؤ، پکا ہوا کھانا حاضر کیا گیا وہ کافی نہ ہوا، کوئی اور چیز طلب کی تو چھوہارے کا حریرہ پیش ہوا، پھر پیالہ میں دودھ آیا مگر یہی سامان مہمانی کی آخری قسط گھر میں تھی۔

توکل واعتماد کی روشن مثال:

اللہ پر اعتماد، توکل اور بھروسہ کی شان دیکھنا ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ میں دیکھو، حکم تھا: ''جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر و استقلال دکھایا تو بھی دکھا۔''

نبی اکرم ﷺ ایک ایسی جاہل اور اَن پڑھ قوم میں پیدا ہوئے تھے جو اپنے معتقدات کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی تھی اور اس کے لیے مرنے مارنے پر تیار ہوجاتی تھی مگر آپ نے اس کی کبھی پروانہ کی۔ عین حرم میں جاکر توحید کی آواز بلند کرتے تھے اور وہاں سب کے سامنے نماز ادا کرتے تھے۔ حرم محترم کا صحن قریش کے رئیسوں کی نشست گاہ تھا آپ ان کے سامنے کھڑے ہو کر رکوع و سجود کرتے تھے۔ جب آیت **فاصدع بما تؤمر....** (اے محمد! جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اس کو علی الاعلان سنا دو) نازل ہوئی تو آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو تمام قریش کو پکارا اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا۔

قریش نے آپ کے ساتھ کیا کیا نہ کیا۔ کس کس طرح کی اذیتیں نہیں پہنچائیں۔ جسم مبارک پر صحن حرم کے اندر نجاست ڈالی۔ گلے میں چادر ڈال کر پھانسی دینے کی کوشش کی۔ راستے میں کانٹے بچھائے، مگر آپ کے قدم کو راہِ حق سے لغزش ہونی تھی نہ ہوئی۔ ابو طالب نے جب حمایت سے ہاتھ اٹھا لینے کا اشارہ کیا تو آپ نے کس جوش اور ولولہ سے فرمایا کہ چچا جان! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب بھی رکھ دیں تب بھی میں اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ آخر آپ کو مع بنی ہاشم کے پہاڑی درہ میں تین سال تک گویا قید رکھا گیا۔

آپ کا اور آپ کے خاندان کا مقاطعہ کیا گیا۔ اندر غلہ جانے کی روک تھام کی گئی۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تھے۔ جوان درخت کے پتے کھا کھا کر زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر آپ کے قتل کی سازش ہوئی، یہ سب کچھ ہوا مگر صبر و استقلال کا سرشتہ آپ کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں پناہ لیتے ہیں، کفار آپ کا پیچھا کرتے ہوئے غار کے منہ تک پہنچ جاتے ہیں بے یار و مددگار، نہتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلح قریش کے درمیان چند گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا اٹھتے ہیں کہ یا رسول اللہ! ہم دو ہی ہیں لیکن ایک تسکین سے بھری ہوئی آواز آتی ہے: ابوبکر! ہم دو نہیں تین ہیں: لا تحزن ان اللہ معنا..... گھبراؤ نہیں ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اسی ہجرت کے زمانہ میں اثنائے راہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لیے سراقہ بن جعشم نیزہ ہاتھ میں لیے گھوڑا دوڑاتا ہوا آپ کے پاس پہنچ جاتا ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! ہم پکڑ لیے گئے مگر وہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب بدستور قرآن خوانی میں مصروف ہیں اور دل کی سکینت کا وہی عالم ہے۔

مدینہ پہنچ کر یہود کا، منافقین کا اور قریش کے غارتگروں کا ڈر تھا، لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکن کا راتوں کو پہرہ دیتے تھے کہ ایک دفعہ یہ آیت نازل ہوئی: ’’واللہ یعصمک من الناس.... یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا، اس وقت خیمہ سے سر باہر نکال کر پہرے کے سپاہیوں سے فرمایا: لوگو! واپس جاؤ مجھے چھوڑ دو کہ میری حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے۔

غزوہ نجد سے واپسی میں آپ ایک درخت کے نیچے آرام فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ادھر اُدھر ہٹ گئے، ایک بدو تلوار کھینچ کر سامنے آتا ہے، آپ بیدار ہوتے ہیں، موقع کی نزاکت دیکھو، بدو پوچھتا ہے: بتاؤ اے محمد! اب کون تم کو میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے؟ اطمینان اور تسکین سے بھری ہوئی آواز آتی ہے کہ اللہ، اس پُر اثر جواب سے دشمن متاثر ہو جاتا ہے اور تلوار نیام میں پہنچ جاتی ہے۔

بدر کا معرکہ ہے تین سو نہتے مسلمان ایک ہزار لوہے میں غرق قریشی لشکر سے نبرد آزما ہیں، مگر ان تین سو سپاہیوں کا سپہ سالار خود کہاں ہے؟ معرکہ کارزار سے الگ اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہے کبھی پیشانی زمین پر ہوتی ہے اور کبھی ہاتھ آسمان کی جانب اٹھتے ہیں کہ ’’اے اللہ! اگر آج یہ چھوٹی سی جماعت صفحۂ عالم سے مٹ گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار اس دنیا میں باقی نہ رہے گا۔‘‘

ایسے مواقع بھی آئے کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹ گئے مگر اللہ کی نصرت اور مدد پر اعتماد کامل اور پورا بھروسہ رکھنے والا، پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہا۔ اُحد میں اکثر مسلمانوں نے قدم پیچھے ہٹا لیے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر تھے، پتھر کھائے، تیروں، تلواروں اور نیزوں کے حملے ہو رہے تھے، خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں دھنس گئی تھیں، دندان مبارک شہید ہو چکا تھا، چہرۂ اقدس زخمی ہو رہا تھا مگر اس وقت بھی اپنا ہاتھ لوہے کی تلوار پر نہیں رکھا بلکہ اللہ ہی کی نصرت پر بھروسہ اور اعتماد رہا کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری کا پورا یقین تھا۔

حنین کے میدان میں ایک دفعہ دس ہزار تیروں کا جب مینہ برسا تو تھوڑی دیر کے لیے مسلمان پیچھے ہٹ گئے مگر ذات اقدس اپنی جگہ پر تھی، ادھر سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور ادھر سے انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب ... (میں پیغمبر ہوں جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) کا نعرہ بلند تھا، سواری سے نیچے اتر آئے اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور پیغمبر ہوں اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔

قارئین کرام! تم کو کسی اور ایسے سپہ سالار کا حال بھی معلوم ہے جس کی بہادری اور استقلال کا یہ عالم ہو کہ فوج کتنی ہی کم ہو، کتنی غیر مسلح ہو وہ اس کو چھوڑ کر پیچھے بھی کیوں نہ ہٹ گئی ہو مگر وہ نہ تو اپنی جان کے بچانے کے لیے بھاگتا ہے اور نہ اپنی حفاظت کے لیے تلوار اٹھاتا ہے بلکہ ہر حال میں زمین کی طاقتوں سے غیر مسلح ہو کر آسمان کی طاقتوں سے مسلح ہونے کی درخواست کرتا ہے۔☆☆

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة — زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) — مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

اُم انمار خزاعیہ ایک روز مکے میں واقع بردہ فروشوں کے بازار میں آ پہنچی۔ وہ ایک غلام خریدنا چاہتی تھی تا کہ اس سے خدمت لے اور اس کی کمائی سے فائدہ حاصل کرے۔ وہ فروخت کے لئے آئے ہوئے ایک ایک غلام کے چہرے کو بغور دیکھتی پھر رہی تھی۔ آخر اس کی نگاہِ انتخاب ایک لڑکے پر جا کر ٹک گئی، جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ اس لڑکے کی جسمانی صحت اور اس کے چہرے سے ظاہر ہونے والی ذہانت وفطانت کے آثار نے ام انمار کو اس کی خریداری پر آمادہ کیا اور اس نے قیمت ادا کر کے اسے خرید لیا۔ گھر جاتے ہوئے ام انمار نے راستے میں اسے پوچھا:

’’بچے! تمہارا کیا نام ہے؟‘‘

’’خباب۔‘‘

’’اور تمہارے والد کا؟‘‘

’’ارت۔‘‘

’’کہاں کے رہنے والے ہو؟‘‘

’’نجد کا۔‘‘

’’تب تو تم عربی النسل ہو۔‘‘

’’ہاں! اور میرا تعلق بنو تمیم سے ہے۔‘‘

’’تم ان بردہ فروشوں کے ہاتھ کیسے لگ گئے؟‘‘

’’ایک قبیلے کے لوگوں نے ہماری بستی پر اچانک چھاپہ مار کر ہمارے جانوروں کو چھین لیا، عورتوں کو گرفتار کر لیا اور بچوں کو پکڑ لیا، پکڑے جانے والے بچوں میں، میں بھی تھا۔ پھر میں یکے بعد دیگرے مختلف ہاتھوں سے ہوتا ہوا یہاں مکہ پہنچ گیا اور اب آپ کے ہاتھ میں ہوں۔‘‘

ام انمار نے اپنے اس غلام کو مکے کے ایک آہن گر کے سپرد کر دیا تا کہ وہ اس سے اسلحہ سازی کا ہنر سیکھے۔ اس نے بہت جلد اس فن میں مہارت حاصل کر لی اور اس میں طاق ہو گیا اور جب اس کے بازو خوب قوی ہو گئے اور وہ جسمانی طور پر کافی مضبوط ہو گیا تو ام انمار نے ایک دکان کرائے پر لی اور اسلحہ سازی کے لئے ضروری اوزار اور سامان خرید کر غلام کے حوالے کیا اور اس کی مہارت فن کے ذریعے خوب مالی فوائد حاصل کرنے لگی۔ چند ہی دنوں میں خباب کی فنی مہارت کی شہرت مکے کی پوری آبادی میں پھیل گئی اور لوگ کثرت سے ان کے پاس تلواریں خریدنے کے لئے آنے لگے، کیونکہ وہ ایک بہترین کاریگر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت دیانت دار اور صادق القول شخص تھا۔

خباب اپنی کم سنی اور نوجوانی کے باوجود نہایت صاحبِ فہم وفراست اور زیورِ عقل و دانش سے پورے طور پر آراستہ تھے، جب وہ اپنے کاموں سے فارغ ہو کر تنہائی میں ہوتے تو اکثر اس جاہلی معاشرہ کے متعلق سوچا کرتے جو ایڑی سے چوٹی تک فساد اور بگاڑ کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا اور یہ دیکھ دیکھ کر کہ اہل عرب کی زندگی پر شدید قسم کی جہالت اور اندھی گمراہی مسلط ہے جس کا ایک شکار وہ خود بھی ہیں، سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو جایا کرتے تھے اور بے ساختہ پکار اٹھتے کہ: ’’ایک نہ ایک دن اس تاریک رات کا خاتمہ ہو کر رہے گا‘‘، اور دل ہی دل میں اپنے لئے درازئ عمر کی تمنا کرتے تا کہ اپنی آنکھوں سے جہالت و گمراہی کی اس تاریکی کو چھٹتے اور علم و ہدایت کی

روشنی کونمودار ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔

اورخباب کواس کے لئے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ان کی آرزو بہت جلد پوری ہوگئی۔ان کے علم میں یہ بات آگئی کہ نورِ ہدایت کی شعاعیں بنی ہاشم کے ایک فرد محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی و امی)، کے منہ سے نکل کر گردوپیش کے تیرہ وتار ماحول کومنور کرنا شروع کرچکی ہیں۔ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ان کا پیغام سنااوراس پیغام کے نور سے ان کا مکمل وجود ازسر تا پا جگمگا اٹھا۔انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا اوراس بات کی شہادت دی کہ:’’خدائے واحد کے سوا کوئی دوسرا لائق پرستش وعبادت نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں‘‘ اوراس طرح وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والے چھٹے شخص بن گئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ پر ایک ایسا وقت بھی گزرا کہ وہ اسلام کا چھٹا حصہ تھے۔

حضرت خبابؓ نے اپنے اسلام کوکسی سے چھپانے کی کوشش نہیں کی۔اس لئے ام انمار کوان کے مسلمان ہونے کی خبر بہت جلد معلوم ہوگئی،اس خبر کو سنتے ہی اس کے غیظ وغضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ اُس نے اپنے بھائی سباع عبدالعزیٰ کو ساتھ لیا۔قبیلۂ بنوخزاعہ کے کچھ اور نوجوان بھی اس کے ہمراہ ہوگئے،یہ سب لوگ حضرت خبابؓ کے یہاں پہنچے،اس وقت وہ اپنے کام میں مشغول تھے۔سباع نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ’’خباب تمہارے متعلق ہم کو ایک ایسی خبر ملی ہے جس پر یقین کرنا ہمارے لئے آسان نہیں ہے۔‘‘

’’کون سی خبر؟‘‘انہوں نے پوچھا۔

’’یہ بات ہر طرف مشہور ہورہی ہے کہ تم بے دین ہوگئے ہو،اوراپنے آباؤاجداد کے دین کو ترک کر کے بنی ہاشم کے اس ’’لونڈے‘‘ کی پیروی کرنے لگے ہو۔‘‘

سباع نے غصے سے تیز ہوتے ہوئے کہا۔

’’میں بے دین نہیں ہوا ہوں۔میں تو اس الٰہ واحد پر ایمان لایا ہوں،جس کا کوئی شریک وسہیم نہیں اور میں نے تمہارے بتوں کی پرستش چھوڑ دی ہےاوراس بات کی گواہی دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘ حضرت خبابؓ نے نہایت پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔

حضرت خبابؓ کے یہ الفاظ جیسے ہی سباع اوراس کے ساتھیوں کے کانوں میں پڑے۔وہ یکا یک ان پر پل پڑے اوران کے اوپر لاتوں اورگھونسوں کی بارش کردی اور جس کے ہاتھ میں جو چیز آگئی اسی سے مارنے لگا، چاہے وہ ہتھوڑا ہو یا لوہے کا ٹکڑا۔وہ ان کو مارتے رہے، یہاں تک کہ وہ زمین پر گرکر بے ہوش ہوگئے اوران کے جسم سے خون بہنے لگا۔

حضرت خبابؓ اورام انمار کے مابین پیش آنے والے اس واقعے کی خبر پورے مکے میں جنگل کی آگ کی طرح بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گئی اورلوگ ان کی اس غیر معمولی جرأت پر دنگ ہوکر رہ گئے۔کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے پیروان محمد میں سے کسی کے متعلق یہ نہیں سنا تھا کہ اس نے قبولِ اسلام کے بعد لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر اس طرح صراحت اور چیلنج کے ساتھ اپنے اسلام کا اعلان کیا ہو۔سردارانِ قریش ان کی اس غیر معمولی جرأت اقدام پر سخت برہم ہوئے،کبھی ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ ام انمار کے اس غلام کی طرح کا کوئی غلام جس کا نہ کوئی خاندان ہو، جو اس کی حمایت پر کمربستہ ہواور نہ اس کا کوئی طرفدار ہو جو اس کو حفاظت اور پناہ فراہم کرے، اس حد تک جرأت کا مظاہرہ کرے گا کہ اس کے قابو سے باہر ہوکر برملا اس کے معبودوں کی توہین کرے اوراس کے آباؤاجداد کے دین کو سفاہت وگمراہی قرار دے۔اس واقعے نے قریش کواس بات کا یقین دلادیا کہ یہ ان کی زندگی کا بدترین دن ہے اوران کا یہ یقین کچھ غلط بھی نہ تھا، کیونکہ اس کے بعد ہی حضرت خبابؓ کی اس جرأت سے ان کے ساتھیوں کے اندر بھی اس بات کا حوصلہ پیدا ہوگیا کہ وہ کھل کر اپنے اسلام کا اعلان کریں۔چنانچہ انہوں نے یکے بعد دیگرے کلمۂ حق کا علی الاعلان اظہار کرنا شروع کردیا۔

ایک روز ابوسفیان بن حرب، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام اور دوسرے بہت سے شیوخ قریش بیت اللہ کے پاس ایک مجلس میں یکجا تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اوران کا پیغام ان کا موضوع گفتگو تھا۔انہوں نے محسوس کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت روز بروز بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے اوران کی مقبولیت میں ہرآن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ مرض کے بڑھنے سے پہلے ہی اس کا استیصال ناگزیر ہے اور وہ متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کرکے اس مجلس سے اٹھے کہ ہر شخص اپنے قبیلے کے ان افراد کو جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار کی ہے، ایسی دردناک اور عبرت انگیز سزا دے کہ یا تو وہ اپنے اس نئے دین کو ترک

کرکے پرانے دین کی طرف پلٹ آئیں یا موت ان کی زندگی کا چراغ گُل کردے۔

اس فیصلے کی رُو سے حضرت خبابؓ کو ستانے کی ذمہ داری سباع بن عبدالعزیٰ اور اس کے قبیلے بنوخزاء پر عائد ہوئی۔ چنانچہ عین دوپہر میں جب دھوپ کی تمازت اپنے شباب پر ہوتی ہے اور زمین سورج کی تیز اور گرم کرنوں سے تپ کر توا بن جاتی ہے، یہ لوگ حضرت خبابؓ کو مکے سے باہر سنگلاخ میدان میں نکال کر لے جاتے، ان کے جسم سے کپڑے اتار کر انہیں لوہے کی زرہ پہنا دیتے اور تیز چلچلاتی دھوپ میں جلتی ہوئی ریت پر کھڑا کردیتے۔ مزید برآں ان پر پانی بھی بند کردیتے، یہاں تک کہ جب ان کی تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ جاتی تو ان سے پوچھتے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟''

''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ہدایت اور دین حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں تاکہ ہم لوگوں کو کفر وشرک کی ظلمت سے نکال کر ایمان و ہدایت کی روشنی میں داخل کریں۔''

حضرت خبابؓ ان کو جواب دیتے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ بے تحاشا ان کو لاتوں اور مکوں سے مارنے لگتے اور پھر پوچھتے: ''لات وعزیٰ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟''

''دو بُت ہیں جو کسی کی بات سننے اور اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں، نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچاتے ہیں نہ کسی کو کوئی فائدہ دے سکتے ہیں.....''

اتنا سنتے ہی وہ آس پاس پڑے ہوئے گرم گرم پتھر اُٹھا لاتے اور ان پتھروں کو ان کی پیٹھ سے چپکا دیتے اور انہیں چپکائے رہتے، یہاں تک کہ ان کے کندھے سے چربی پگھل کر بہنے لگتی۔ اور اُم انمار حضرت خبابؓ کے لئے اپنے بھائی سباع سے کچھ کم سنگ دل نہ تھی۔ ایک روز اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خبابؓ کی دکان کی طرف سے گزرتے اور ان سے بات کرتے دیکھ لیا وہ غصے سے دیوانی ہوگئی۔ اب وہ روزانہ اُن کے یہاں آتی اور بھٹی میں سے دہکتا ہوا لوہا ان کے سر پر رکھ دیتی، ان کا سر جلنے لگتا اور وہ بے ہوش ہوکر گر جاتے اور افاقہ ہونے پر اس کے اور اس کے بھائی کے حق میں بددعا کرتے۔

جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ہجرت مدینہ کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت خبابؓ نے بھی اس کی تیاری کرلی۔ لیکن انہوں نے مکہ کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اللہ تعالیٰ نے اُم انمار کے حق میں ان کی بددعا کو قبول نہیں کرلیا۔ وہ شدید قسم کے دردسر میں مبتلا ہوگئی۔ ایسے درد میں جس کی تکلیف ناقابل برداشت تھی اور جس کی مثال کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ وہ شدتِ درد کے مارے کتے کی طرح چیختی تھی۔ اس کے لڑکے مختلف جگہوں پر اس کا علاج کراتے پھرے، مگر کہیں افاقے کی کوئی صورت نہیں نظر آئی۔ ان سے بتایا کہ اس درد سے نجات کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ اس کے سر کو برابر آگ سے داغا جاتا رہے۔ اطباء کی ہدایت کے مطابق اس کے سر کو گرم لوہے سے داغا جانے لگا۔ اس سے اس کو اتنی شدید قسم کی تکلیف ہوتی کہ وہ اپنے دردسر کی تکلیف کو بھول جاتی۔

مدینہ میں انصار کی مہمان نوازی اور ان کے لطف وکرم سے حضرت خبابؓ نے اس سکون وراحت کا مزہ چکھا جس سے وہ مدتِ دراز تک محروم رہے۔ یہاں آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب و دیدار سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اب ان کے سکون کو پراگندہ اور ان کے اطمینان کو منتشر کرنے والی کوئی چیز نہ تھی، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معرکۂ بدر میں شریک ہوئے اور ان کے زیر علم انہوں نے مشرکین کے ساتھ قتال میں حصہ لیا۔ نیز انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جنگ اُحد میں بھی شرکت کی اور وہاں ام انمار کے بھائی سباع بن عبدالعزیٰ کو شیر خدا حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میدانِ جنگ میں زمین پر پچھڑا ہوا اور خون میں لت پت دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

حضرت خبابؓ نے طویل عمر پائی۔ انہوں نے چاروں خلفائے راشدین کا مبارک اور مثالی زمانہ دیکھا اور ان کے زیر سایہ عزت وشہرت کی زندگی گزاری۔ ایک دن وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کے پاس پہنچے تو خلیفہؓ نے ان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کا برتاؤ کیا۔ ان کو اونچی جگہ پر بٹھایا اور ان سے فرمایا: ''بلال کے سوا اس جگہ پر بیٹھنے کا مستحق تم سے زیادہ دوسرا کوئی نہیں ہے۔''

پھر ان سے مشرکین کے ہاتھوں جھیلی ہوئی سب سے زیادہ دردناک اور تکلیف دہ اذیت کے بارے میں دریافت کیا۔ پہلے تو وہ جواب دینے سے ہچکچائے، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شدید اصرار پر انہوں نے اپنی پیٹھ سے چادر سرکا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر چونک اٹھے

اور بولے: یہ کیسے ہوا؟ تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ بتایا کہ: ’’ایک دن مشرکین نے آگ جلا کر انگارے تیار کئے، پھر انہوں نے میرے جسم سے کپڑے اتار دیئے اور مجھے ان انگاروں پر لٹا کر گھسیٹتے رہے، یہاں تک کہ میری پیٹھ کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا اور جسم سے نکلی ہوئی چربی نے ان انگاروں کو سرد کردیا۔‘‘

حضرت خبابؓ نے پہلے افلاس اور تنگدستی کی زندگی گزاری تھی، لیکن اپنی عمر کے آخری نصف حصے میں وہ کافی مالدار ہوگئے تھے۔ وہ اس قدر سیم وزر اور مال ودولت کے مالک تھے کہ شاید اس کا تصور انہوں نے خواب وخیال میں بھی نہ کیا ہوگا۔ لیکن انہوں نے اس مال میں اس طرح تصرف کیا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ انہوں نے اپنی دولت گھر کے ایک حصے میں رکھ دی تھی جس کو تمام حاجت منداور سارے فقرأ ومساکین جانتے تھے۔ انہوں نے نہ تو اس مال کی حفاظت ونگرانی کا کوئی نظم رکھا نہ اس پر تالا لگایا۔ ضرورت منداس میں سے جتنا چاہتے لے جاتے، اس کے باوجود وہ ہمیشہ اس اندیشے میں مبتلا اور اس بات سے خوفزدہ رہتے کہ ان سے اس مال کا حساب لیا جائے گا اور اس کے سبب ان کو عذاب دیا جائے گا۔ ان کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ خبابؓ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ اس جگہ اسّی ہزار درہم ہیں اور خدا کی قسم نہ تو میں نے اس پر کبھی کوئی روک ٹوک کی نہ کبھی کسی کو اس میں سے لینے سے منع کیا، اتنا کہہ کر وہ رونے لگے۔ جب ہم نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا تو بولے کہ: ’’میرے بہت سے ساتھی اس طرح دنیا سے گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اعمال کا کوئی دنیاوی فائدہ نہیں حاصل کیا، لیکن میں زندہ رہا اور اس قدر دولت و جائیداد میرے ہاتھ آئی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ میرے اعمال کا اجر نہ ہو۔‘‘

جب حضرت خبابؓ کا انتقال ہوگیا اور وہ اپنے رب رحیم وکریم کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئے تو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی قبر پر کھڑے ہوکر فرمایا:

’’رحمہ اللہ خباباً۔ فقد اسلم راغباً وھاجر طائعًا وعاش مجاھداً ولن یضیع اللہ اجر من احسن عملاً۔‘‘

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ! خبابؓ پر رحم فرمائے، انہوں نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کیا، اپنی خوشی سے ہجرت کی اور ایک مجاہد کی زندگی گزاری اور اللہ تعالیٰ اچھا عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔‘‘ ☆☆

صوابی ختم نبوت کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوابی اور خانقاہ نقشبندیہ شاہ منصور کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت صوابی مجلس کے امیر اور خانقاہ کے سجادہ نشین مولانا اعزاز الحق مدظلہ نے کی۔ کانفرنس ۲۵،۲۶ رنومبر کو منعقد ہوئی، جس میں بلا مبالغہ ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ سامعین کے خور و نوش کے لئے رائے ونڈ کی طرز کی دو بڑی بڑی کینٹین بنائی گئیں، جن میں ’’نو لاس نو پرافٹ‘‘ بغیر نفع نقصان کے سستا کھانا مہیا کیا گیا۔ کانفرنس کو کنٹرول کرنے کے لئے سینکڑوں لٹھ بردار رضا کار چاق و چوبند نظر آئے۔ مہمانانِ خصوصی کے لئے کھانے کا انتظام خانقاہ میں کیا گیا۔ یہاں بھی خوش اخلاق رضا کار مدعوین و مہمانانِ خصوصی کی خدمت میں مصروف رہے۔ مقررین وخطبا کے لئے کانفرنس کی انتظامیہ کی طرف سے اپنی گاڑیاں مہمانانِ خصوصی کو کانفرنس گاہ میں لے جانے کے لئے آگے ایمبولینس ہارن بجاتی ہوئی کانفرنس ہال میں پہنچاتی رہیں اور واپس لاتی رہیں۔ خورونوش اور دیگر ضروریات کی اشیا مہیا کرنے کے لئے سینکڑوں اسٹال مفاد عامہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ مقررین اردو اور پشتو میں تقاریر فرماتے رہے اور ایسے ہی نعت خواں حضرات نے بھی نعتیہ کلام دونوں زبانوں میں پیش کیا۔ غرضیکہ ہر طرف انسان ہی انسان تھے۔ راقم کانفرنس کے دوسرے دن حاضر ہوا، تو اس دن مجلس کی نمائندگی مجلس خیبر پختونخوا کے روح رواں حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ، رفیق محترم مولانا قاضی احسان احمد کراچی اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ احباب کی زبانی معلوم ہوا کہ ۲۵ رنومبر رات کے اجلاس میں مولانا مفتی راشد مدنی سلمہ نے لمبی چوڑی تقریر فرما کر سامعین کے قلوب واذہان کو منور کیا۔ نیز مردان مجلس کے امیر مولانا قاری اکرام الحق نے بھی سیر حاصل گفتگو کی۔ نیز دسیوں علماء کرام نے پشتو زبان میں نعروں کی گونج میں اپنے خطابات سے نوازا۔ بہر حال پختون قوم کے جذبۂ جہاد اور ایثار و ہمدردی کو دیکھ کر دلی اطمینان ہوا اور ہزاروں کی تعداد سامعین کی تشریف آوری کا کریڈٹ ان درجنوں فضلائے دیوبند بعد ازاں فضلائے حقانیہ کو جاتا ہے۔ اللہ پاک حضرت مولانا اعزاز الحق اور ان کے رفقا کرام بالخصوص مولانا فیضان الحق سلمہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں، یہ حضرات لائق تبریک ہیں کہ انہوں نے اتنے بڑے اجتماع کو سنبھالے رکھا۔ یہاں مجلس کے نام اکیس کنال زمین خریدی جاچکی ہے۔ جہاں کانفرنس اور اجتماع منعقد ہوا۔ اللّٰھم زد فزد۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

صہیونیت اور اسرائیل

تاریخی پس منظر

پانچویں اور آخری قسط

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

میں موقف کا فرق اس لئے واضح کر رہا ہوں کیونکہ بعض دوست پوچھتے ہیں کہ اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) کوئی واضح قدم کیوں نہیں اٹھا رہی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی جو ہمیں سمجھنی چاہئے۔ جب یہ اکٹھے ہیں تو موقف کے فرق بلکہ تضاد کی وجہ سے کوئی اجتماعی حکمت عملی نہیں طے ہو پاتی۔

امریکا: اسرائیل کا سب سے بڑا سہارا:

امریکا اسرائیل کا سب سے بڑا سرپرست ہے اور یہ امر واقع ہے۔ اللہ رب العزت نے یہود کے بارے میں قرآن مجید میں بیسیوں باتیں فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ''ضربت علیهم الذلة اینما ثقفوا الا بحبل من الله و حبل من الناس'' کہ یہودی اب قیامت تک ذلیل ہی رہیں گے، ہاں اللہ کی رسی تھام لیں یعنی مسلمان ہو جائیں یا دنیا کی کسی طاقت کا سہارا لے لیں۔ آج بحبل من الناس کا منظر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ امریکا اسرائیل کا سب سے بڑا سہارا بنا ہوا ہے اور اس حد تک سہارا بنا ہوا ہے کہ پوری دنیا کی اجتماعی رائے کو رد کر کے امریکا یہودیوں کی حمایت میں اور بیت المقدس پر یہودیوں کا استحقاق جتانے کے لئے بڑی مضبوطی کے ساتھ کھڑا ہے۔ حتی کہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اعلان کر دیا کہ ہم اپنا سفارت خانہ یروشلم میں منتقل کریں گے۔ سفارت خانہ یروشلم میں منتقل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیت المقدس کو اسرائیل کا باضابطہ دارالحکومت تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بین الاقوامی معاہدات میں بھی اور عالم اسلام کے ہاں بھی متنازعہ ہے۔ تاہم آج اسرائیل امریکا اور یورپی یونین کے سہارے

> **یہود نے امریکا میں میڈیا، معیشت، بیوروکریسی اور اقتدار کے تمام اہم مراکز پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت امریکا میں جو پالیسی ساز ادارے ہیں ان میں غالب اکثریت یہودیوں کی ہے**

اپنا اقتدار قائم رکھے ہوئے ہے۔ اگر امریکا اور یورپی یونین پیچھے ہٹ جائیں تو اسرائیل عربوں کا سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

امریکا میں یہود کا اثر و رسوخ:

اس حوالے سے یہ بات بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو قومیں جدوجہد کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور جدوجہد کرتی ہیں تو پھر دنیا میں ان کے لئے آگے بڑھنے کے مواقع رہتے ہیں۔ یہودیوں نے جو یہ موجودہ پوزیشن حاصل کی ہے، اس کے لئے انہوں نے کیا حکمت عملی اختیار کی تھی۔ ذرا ان کی حکمت عملی پر غور کریں۔ میں نے بتایا کہ ۱۸۹۷ء میں باسل کے مقام پر سوئٹزرلینڈ میں یہودیوں کی عالمی کانگرس ہوئی تھی، جس میں انہوں نے اپنی حکمت عملی طے کی تھی۔ ایک اسرائیل کا قیام اور دوسرا عالمی معیشت پر کنٹرول۔ اس سے پہلے یہودیوں کو کسی ایک محلے کی معیشت پر بھی کنٹرول نہیں تھا۔ یہ امر واقع ہے، ذاتی طور پر پیسے ان کے پاس بہت تھے، لیکن دنیا کے کسی خطے میں کسی معاشی نظام میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ یہودی جنگ عظیم اول کے بعد، اعلان بالفور اور برطانیہ کی حکومت سے معاہدے کے بعد دنیا کے معاشی نظام میں داخل ہوئے ہیں کہ ہم تمہارے جنگی اخراجات برداشت کریں گے تم ہمارا قومی وطن تسلیم کرو، اس راستے سے یہ معاشی نظام میں داخل ہوئے۔

امریکا میں یہودی تقریباً ایک فیصد ہیں۔ آج سے سو سال پہلے یہودیوں کی کیفیت امریکا میں بالکل ایسے ہی تھی جیسی اس وقت پاکستان میں قادیانیوں کی ہے۔ ان کے خلاف نفرت تھی، کوئی انہیں منہ لگانے کو تیار

نہیں تھا، ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور کوئی پُرسان حال نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ ان کے پاس پیسہ اور شرارتی ذہن تھا اور کچھ نہیں تھا۔لیکن انہوں نے اس فارمولے کے تحت جو صہیونزم کی پالیسی طے کی، اس میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم نے امریکا میں اپنی نئی نسل کو تیار کر کے مختلف شعبوں میں اوپر کی سطح پر لانا ہے۔جس کے لئے انہوں نے تعلیم پر توجہ دی اور طے کیا کہ ہم اگلی نسل کو پڑھائیں گے۔ چنانچہ سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت، سیاست، سوشیالوجی اور سماجیات اور دیگر فنون اگلی نسل کو پڑھانے کے ساتھ ایک ایک کر کے مختلف شعبوں میں داخل کرتے گئے اور انہیں تقریباً نصف صدی لگی ہے کہ امریکا میں میڈیا، معیشت، بیوروکریسی اور اقتدار کے تمام اہم مراکز پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس وقت امریکا میں جو پالیسی ساز ادارے ہیں ان میں غالب اکثریت یہودیوں کی ہے۔

امریکا میں یہودیوں کی مزاحمت بھی ہوئی ہے، ان کے خلاف بڑی آواز اُٹھتی رہی ہے۔ میں نے فوڈ انڈسٹری کا صنعتی شہر ''ڈیٹرائٹ'' دیکھا ہے، جو یہودیوں کی سازشوں کو بے نقاب کرنے میں سب سے آگے تھا۔کام کرنے والے پھر کام کرتے ہیں۔صرف مخالفت، کام کرنے والوں کا کچھ نہیں بگاڑا کرتی۔کام کرنے والوں کا بگاڑ کام کرنے سے ہوتا ہے۔ یہودی بڑھتے گئے حتیٰ کہ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ امریکا کی معیشت، میڈیا اور پالیسی سازی یہودیوں کے کنٹرول میں ہے۔ امریکا کا صدر قانوناً عیسائی ہوتا ہے، یہودی نہیں ہوسکتا، لیکن یہودیوں کی مرضی کے بغیر وہ ایک پتہ بھی نہیں ہلاسکتا۔انہوں نے ایسے جال تنا ہوا ہے۔ اس پر بطور مثال ایک جملہ نقل کرنا چاہوں گا تاکہ بات سمجھ میں آئے۔

یہودیوں اور قادیانیوں میں مماثلت:

ہمارے ہاں جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی حکومت تھی۔ قادیانی ان کے خلاف بہت باتیں کرتے ہیں۔ جب بھٹو مرحوم پھانسی سے پہلے جیل میں تھے تو فوج کی طرف سے کرنل رفیع ان کے نگران تھے۔کرنل رفیع نے اپنی یادداشتیں چھاپ دی ہیں کہ بھٹو مرحوم جیل میں کیا باتیں کیا کرتے تھے۔ وہ یادداشتیں اس حوالے سے دیکھنے کی ہیں بھٹو مرحوم نے کرنل رفیع سے کہا: ''رفیع! احمدی لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ میں جو جیل میں ہوں اور پھانسی کا حکم ہو چکا ہے تو میری مصیبت ان کی وجہ سے ہے کہ میں نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے؟ لیکن بات سنو! میں نے تو بڑا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے، جب وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری پیغمبر نہیں مانتے تو میں انہیں کیسے مسلمان کہتا؟ کرنل رفیع کہتے ہیں کہ ان کی زبان سے یہ جملہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا، انہوں نے کہا کہ رفیع! میں تو گناہ گار آدمی ہوں، شاید یہی بات میری نجات کا باعث بن جائے۔''

میں اپنی بات کرتا ہوں کہ بھٹو مرحوم کا یہ جملہ پڑھنے کے بعد میں نے بھٹو مرحوم کے خلاف بات کرنی چھوڑ دی ہے کہ کیا معلوم اللہ تعالیٰ کس کی کون سی بات پسند فرمالیں۔ جو بات میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بھٹو مرحوم نے کہا: ''رفیع! تمہیں معلوم ہے کہ احمدی پاکستان میں کیا چاہتے ہیں؟ یہ پاکستان میں وہی پوزیشن حاصل کرنا چاہتے ہیں جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ امریکا کا کوئی فیصلہ یہودیوں کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا، لیکن میں اس بات کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ پاکستان کی پالیسیوں کا کنٹرول ایک اقلیتی گروہ کے ہاتھ میں چلا جائے۔''

میں نے یہودیوں کا طریقہ واردات، طریقہ کار اور جس طریقے سے وہ اس وقت دنیا کی معیشت میں آگے آئے ہیں، میڈیا کنٹرول کیا ہے، اسرائیل بنایا ہے اور اب دنیا سے لڑ رہے ہیں، اس کا ذکر کیا۔نتیجہ جو بھی ہو لیکن جہاں تک ان کی محنت کی بات ہے انہوں نے نصف صدی محنت کی ہے اور نصف صدی کی پلاننگ، تعلیم اور محنت کے ساتھ انہوں نے دنیا میں جو مقام حاصل کیا ہے، میں اس پر کہا کرتا ہوں کہ جدوجہد میں یہودیوں کو دیکھو کہ کیسے جدوجہد کی جاتی ہے۔

میں جب پہلی مرتبہ ۱۹۸۷ء میں امریکا گیا تو مجھ سے وہاں کے مسلمانوں نے پوچھا کہ ہم یہاں کیا کریں؟ میں نے کہا وہی کریں جو یہودیوں نے کیا ہے۔ جدوجہد، طریقہ کار اور محنت میں یہودیوں کا طریقہ اپناؤ۔ دشمن تو دشمن ہوتا ہے لیکن دشمن کے طریقہ واردات، جدوجہد اور اس کی محنت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کے طریقہ کار سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے کہ اس میں بھی سبق ہوتا ہے۔

(ختم شد)

مجموعہ کتب حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد انس، ملتان

ماہنامہ لولاک کی گزشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا کہ ’’مجموعہ کتب حیات النبی ﷺ‘‘ کا شائع کرنا مطلوب ہے۔ اس سلسلہ میں مزید محنت کی گئی تو اس وقت تک اس عنوان پر ایک سو سینتالیس (۱۴۷) کتب ورسائل جمع ہوئے۔ اس کے علاوہ مزید بھی جمع ہونے کی توقع ہے۔ اس مجموعہ کے ’’انتخاب وترتیب‘‘ کا شیخ الحدیث، مناظر اسلام، حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم نے ہماری درخواست پر ذمہ لے لیا ہے۔ وہ اس منصوبہ کے مدیر ومسئول ہیں۔ چنانچہ یہ تمام کتابیں آپ نے ملاحظہ فرما کر ان سے ۱۲۷ کتب و رسائل کا اشاعت کے لئے انتخاب فرمایا۔ آپ نے اس کا نام بھی تجویز فرمایا، (مگر ابھی اس کا اعلان نہیں کر رہے۔)

گزشتہ مضمون میں اعلان کیا تھا کہ شاید رمضان شریف میں اس کی کمپوزنگ شروع ہوگی، لگتا یہ ہے کہ یہ عمل ایسا مقبول عمل ہے کہ ربیع الثانی کے آخر سے اس کی کمپوزنگ کے کام کی ترتیب وسبیل بن گئی۔ اس وقت تک بیس سے زائد کتب کے تین ہزار صفحات کے لگ بھگ کمپوزنگ کے عمل سے فارغ ہوگئے ہیں۔ ان کے پروف پڑھے جارہے ہیں، کمپوزنگ کا کام بھی جاری ہے۔ قارئین کرام دعائیں جاری رکھیں۔

اس مجموعہ کی کتنی جلدیں بنیں گی ابھی کچھ کہنا مشکل ہے ہاں بعض رفقاء نے بیس تیس جلدوں کا اندازہ لگایا ہے۔ سائز بڑا رکھا ہے، 20x30/8 صفحات کا سائز رکھا ہے۔ ہر صفحہ پر تیس سطریں ہوں گی۔ آج کی مجلس میں جن ایک سو ستائیس (۱۲۷) کتب کے شائع کرنے کا فیصلہ ہوا ہے، ان کی ذیل میں فہرست دی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور اپنی رائے سے سرفراز بھی فرمائیں:

فہرست کتب حیات النبی ﷺ

۱	جزء حیاۃ الانبیاء فی قبورھم	امام بیہقیؒ: ترجمہ وتحقیق: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی
۲	الھدیۃ السَنیۃ فی انتخاب کلام ابن تیمیۃ	امام ابن تیمیہؒ: ترجمہ: مولانا محمد عمران
۳	الاساس لصیانۃ من شر الوسواس الخناس	امام ابن القیمؒ: ترجمہ وترتیب: مولانا منیر احمد منور
۴	حیات الانبیاء علیہم السلام (شفاء السقام سے)	امام سبکیؒ: ترجمہ: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی
۵	منتخب حیاۃ الانبیاء (الصلاۃ والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر)	الشیخ مجد الدین محمد بن یعقوبؒ: ترجمہ: مولانا منیر احمد منور
۶	رسالہ حیات الانبیاء ترجمہ انباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء	علامہ سیوطیؒ: ترجمہ: مولانا حفیظ اللہ خان
۷	عالم برزخ	علامہ سیوطیؒ: ترجمہ: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۸	دافعۃ الشقاق والخلاف فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم	احمد ابن حجر الہیتمیؒ: ترجمہ: مولانا مزمل شہزاد

۹	انباء الانبیاء فی حیاۃ الانبیاء	ابوالحسن بن محمد صادق السندیؒ: ترجمہ: مفتی محمد خالد ہالا
۱۰	منتخب من عاش بعد الموت	الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا: ترجمہ: مولانا شفقت یوسفی
۱۱	آب حیات	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۱۲	جمال قاسمی (متعلقہ حصہ عقیدہ حیات النبی ﷺ)	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۱۳	مسئلہ حیات الانبیاء	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
۱۴	عالم برزخ	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
۱۵	مولانا غور غشتویؒ کا عقیدہ	مولانا نثار احمد الحسینیؒ
۱۶	القول النقی فی حیات النبی ﷺ	مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ
۱۷	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ارشاد گرامی	مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ
۱۸	معارف شیخ جلد اوّل (منتخب حصہ)	شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ
۱۹	انکار حیات النبی ﷺ ایک پاکستانی فتنہ	مجموعہ حضرات خمسہ (ناشر: المکتبہ المدینہ لاہور)
۲۰	تسکین الصدور	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
۲۱	سماع موتی	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
۲۲	الشہاب المبین	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
۲۳	المسلک المنصور فی رد کتاب المسطور	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
۲۴	ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع الموتی وحیات الانبیاء	مولانا عبدالقدیر اٹکؒ
۲۵	رحمت کائنات ﷺ	مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ
۲۶	عقیدہ حیات النبی ﷺ کا قرآن سے ثبوت	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
۲۷	عقیدۃ المحدثین علی حیاۃ النبیین	مولانا سید میرک شاہ اندرابیؒ
۲۸	مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ (منتخب حصہ)	مولانا عاشق الٰہی البرنی مہاجر مدنیؒ
۲۹	عقیدہ حیات النبی ﷺ	مولانا عاشق الٰہی البرنیؒ: مقدمہ: مولانا عبدالشکور ترمذیؒ
۳۰	حیات انبیاء علیہم السلام	مولانا عبدالشکور ترمذیؒ
۳۱	مقام حیات۔ ج ۱، ۲	علامہ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹرؒ
۳۲	السبیل الاقوم فی حیات سید العرب والعجم	مولانا عبدالکریم کلاچیؒ
۳۳	ماہنامہ حنفیہ کا حیات النبی ﷺ نمبر	مولانا عبدالحلیم قاسمی لاہور
۳۴	حیات پاک برزخی رحمۃ للعالمین	حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی

۳۵	حیات برزخیہ	مولانا اللہ یار خان/حافظ عبدالرزاق ایم اے
۳۶	حیات النبی ﷺ مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت کی نظر میں	مولانا اللہ یار خان/حافظ عبدالرزاق ایم اے
۳۷	القول المشھور فی احوال القبور	مولانا اللہ یار خان/مولانا بشیر احمد نقشبندی
۳۸	آپ کے مسائل اوران کا حل: قدیم ایڈیشن (منتخب حصہ)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
۳۹	حیات الاموات خصوصاً حیات النبی سید الکائنات	سید نورالحسن شاہ بخاریؒ
۴۰	نعمت کبریٰ درباره حیات مصطفی ﷺ	مولانا سید شاہ عون احمد قادری
۴۱	تنبیہ الاغبیاء علی حیاۃ الانبیاء	سید امین الحق شیخوپورہ
۴۲	فذلکۃ کتب الملت لابراز اجماع الامت	مولانا محمد منظور الحقؒ کبیروالا
۴۳	مولانا عبدالسلام کے خط کے جواب میں مکتوب سلیم	مولانا سلیم اللہ خانؒ کراچی
۴۴	تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء	مولانا محمد امین صفدرؒ: ترتیب وتسہیل: مولانا محمود عالم صفدر
۴۵	تسکین الاولیاء فی حیاۃ الانبیاء	مولانا محمد امین صفدرؒ: ترتیب وتسہیل: مولانا محمود عالم صفدر
۴۶	خطبات صفدر ج ۳ سے تقریر (جو خیر المدارس میں ہوئی)	مولانا محمد امین صفدرؒ: مرتب: مولانا نعیم احمد
۴۷	العروۃ الوثقیٰ فی اثبات سماع الموتی	محمد علی، ناشر: محمد عبدالرحمن کانپوری
۴۸	حیاۃ النبی ﷺ	مولانا اخلاق حسین قاسمیؒ
۴۹	دعوت الانصاف فی حیاۃ جامع الاوصاف	مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ
۵۰	الاقوال المرضیہ فی اثبات سماع سید البریہ	مولانا رشید احمد شجاع آبادیؒ جامعہ فاروقیہ
۵۱	کتاب القاضی الی القاضی	مولانا عبداللطیف شجاع آبادیؒ
۵۲	تبصرہ	مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریؒ
۵۳	حیات النبی ﷺ اور مذاہب اربعہ	مفتی احمد سعید قاسمی سراج العلوم سرگودھا
۵۴	رسالۃ الروح	مفتی احمد سعید قاسمی سراج العلوم سرگودھا
۵۵	خطبہ ابوبکر صدیق، حضور ﷺ کی دو موتیں نہیں ہوں گی	محمد صادق پنڈ دادنخان جہلم
۵۶	الحیات بعد الوفات لسید الکائنات ﷺ	محمد شریف دیوبندی قادری
۵۷	فتنہ انکار حیات	چوہدری محمد سرفراز خان کالرہ گجرات
۵۸	تحقیق عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ج۱، ۲	مولانا منیر احمد منور
۵۹	قہر حق بر صاحب ندائے حق (حصہ اول)	حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
۶۰	ضرب المہند علی القول المسند	حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
۶۱	قبر کی زندگی اور حیات وسماع کی وضاحت	مولانا ابو احمد، نور محمد تونسوی قادری

۶۲	عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۳	منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۴	عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث	مولانا شکیل احمد خانپور ر مولانا نور محمد تونسوی قادری
۶۵	عقیدہ حیات قبر اور علمائے اسلام	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۶	معیار صداقت یعنی علماء اہل سنت دیوبند کی پہچان	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۷	اشاعت التوحید اور مجموعہ سوالات وجوابات ان کے امیر کے ساتھ	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۸	۳۵ سوالات کے جوابات معہ ۳۳۵ سوالات	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۶۹	امیر جماعت پنج پیری کی خدمت میں ۱۰۴ سوالات مع معتزلہ کے خط کا جواب	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۷۰	المسمی بہ ہوالکذاب	مولانا محمد احمد اللہ ر مولانا نور محمد تونسوی قادری
۷۱	مفتی محمد عیسیٰ خان کے ساتھ میری خط وکتابت، چند سوالات وگزارشات	مولانا ابواحمد،نور محمد تونسوی قادری
۷۲	خوشبو والا عقیدہ یعنی عقیدہ حیات النبی ﷺ	مولانا مفتی محمد حسن لاہور مدظلہ
۷۳	عقیدہ حیات النبی ﷺ اکابر علماء دیوبند کی تحریرات کے آئینہ میں	مولانا نعیم الدین مدظلہ
۷۴	عقیدہ حیات النبی اور سماع النبی عند القبر (علاقہ چھچھ کے اسی ۸۰ علماء)	مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ
۷۵	علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور عطاء اللہ بندیالوی	مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ
۷۶	اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور	حافظ عبدالقدوس خان قارن مدظلہ
۷۷	عقیدہ شیخ القرآن فی الحیات بعد الوفات لسید الانس والجان	مولانا محمد عبدالمعبودؒ
۷۸	احمد سعید ملتانی آغاز وانجام	مولانا نثار احمد الحسینیؒ
۷۹	مماتی فتنہ علماء دیوبند کی نظر میں	مولانا محب اللہ لورالائی مدظلہ
۸۰	مسئلہ حیات النبی ﷺ مع آپ پر درود وسلام	مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادریؒ
۸۱	تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام	مولانا پروفیسر محمد مکی یا کیوالی
۸۲	علمی وتحقیقی مباحث (حصہ اول)	ابوالحسن محمد بلال منڈی بہاؤالدین
۸۳	فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ	مولانا محمد الیاس گھمن
۸۴	عقیدہ حیات النبی کے دلائل	مولانا محمد الیاس گھمن
۸۵	احقاق الحق یعنی عقیدہ حیات الانبیاء اور اس کے دلائل	مولانا محمد عبدالحمید تونسوی
۸۶	حیاۃ الانبیاء بعد وفاۃ الانبیاء ﷺ یعنی اجماعی عقیدہ۔ج۱،۲	مولانا اعظم المردانی
۸۷	الدلائل القویہ فی اثبات حیاۃ النبویہ	مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی
۸۸	محبت کا پہلا جھٹکا	مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی

۸۹	اظہار الحق للمتمسکین بالحق	ابومحمد مفتی عبدالحمید حقانی
۹۰	سماع النبی ﷺ عندالقبر وعرض الاعمال	ابومحمد مفتی عبدالحمید حقانی
۹۱	رحمت دوعالم ﷺ کی برزخی حیات	مولانا مفتی محمد ثمین اشرف
۹۲	اہل سنت کا عادلانہ دفاع، علامہ خان بادشاہ کا مولانا سرفراز خان کی کتب پر اعتراضات اور شبہات کا ازالہ	مولانا رسال محمد
۹۳	مسئلہ حیات النبی وسماع موتی	مولانا غلام رسول دین پوری
۹۴	حیات النبی کورس	مفتی عبدالواحد قریشی
۹۵	القول المعتبر فی حیات خیر البشر	مولانا عبدالجبار سلفی
۹۶	تخیلات ونظریات اور ۷۵ سوالات	مفتی عبدالمعید سرگودھا
۹۷	تخیلات ونظریات اور ۱۰۵ سوالات	مولانا قاری محمد عاصم حنفی
۹۸	تخیلات ونظریات ۳۰۵ اور ۱۲۵	مولانا قاری محمد عاصم حنفی
۹۹	مسئلہ سماع موتی وحیات النبی ﷺ اور ہمارے اکابر	مولانا حبیب اللہ تونسوی
۱۰۰	التحقیق المتین فی حیات الامین	مولانا محمد امین مبارک پوری
۱۰۱	حیات شہداء کرامؓ	مولانا محمد امین مبارک پوری
۱۰۲	عقیدہ حیات النبی ﷺ	مولانا فصیح اللہ
۱۰۳	راہ حق	مولانا مجیب الرحمن ڈیرہ اسماعیل خان
۱۰۴	عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صراط مستقیم	مولانا مجیب الرحمن ڈیرہ اسماعیل خان
۱۰۵	عقائد علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت مع حیاۃ النبی ﷺ	مولانا عزیز الرحمن عزیزی
۱۰۶	تنبیہ الغافلین علیٰ اقوال الخادعین	مولانا عبدالہادی شہر سلطان
۱۰۷	محاسبہ	مولانا محمد اکرم عتیق
۱۰۸	علماء اہل سنت والجماعت سے انتشار وافتراق پیدا کرنے والے بچھڑے قافلے کی داستان	محمد یعقوب
۱۰۹	بنوری ٹاؤن کراچی اور مماتیت	ماہنامہ بینات کراچی
۱۱۰	آخر حق پر کون؟	مجلس خدام علماء دیوبند لاہور
۱۱۱	ارشادات رحمۃ للعالمین فی حیات خاتم النّبیین	انجمن مدرسہ حیات النبی ﷺ گجرات
۱۱۲	شہادۃ الحق	انجمن مدرسہ حیات النبی ﷺ گجرات
۱۱۳	عقیدۃ حیات الانبیاء اور قائدین امت	مولانا نور اللہ رشیدی
۱۱۴	روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار	مولانا نور اللہ رشیدی

۱۱۵	اکابر کا عقیدہ حیات النبی ﷺ	حکیم رانا محمد سجاد قاسمی
۱۱۶	فرقہ مماتیہ کو آئینہ دیکھایا تو برامان گئے	بشارت حسین صفدر
۱۱۷	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اعتراضات کا علمی جائزہ	مولانا سعید محمد بشامی
۱۱۸	عقیدہ عذاب قبر اور اس کا انکار ایک سنگین غلطی	ابوسلمان زر محمد
۱۱۹	یادگار مناظرہ (مابین مولانا امین صفدر اوکاڑوی واحمد سعید ملتانی)	مولانا جمیل الرحمن عباسی
۱۲۰	روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء	مولانا جمیل الرحمن عباسی
۱۲۱	مناظرہ حیات النبی ﷺ	مولانا محمد الیاس گھمن
۱۲۲	قاری چمن محمد اور مولانا نثار الحسینی کے درمیان گفتگو مذاکرہ بے ہودی	مفتی عبدالقادر برطانیہ
۱۲۳	مولانا محمد علی جالندھری اور عنایت اللہ شاہ کے مابین تحریری مناظرہ	اشتہار
۱۲۴	مسئلہ حیات النبی ﷺ پر امیر بندیالوی کا فرار	حافظ محمد صادق سرگودھا
۱۲۵	مسئلہ حیات النبی ﷺ علماء دیوبند اور سید عنایت اللہ شاہ	محمد نواز بلوچ صدر مبلغین اہل سنت والجماعت گوجرانوالہ

جامپور، ڈیرہ غازیخان میں کانفرنس ......(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جام پور ڈیرہ غازی خان کا مردم خیز علاقہ ہے۔ تحریکِ تنظیم اہلسنت پاکستان کے بانی سردار احمد خان پتافی اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ نیز دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور ملک کے نامور عالم دین مولانا عبدالحئیؒ جام پوریؒ بھی اسی علاقہ کے باسی تھے۔ اول الذکر سردار احمد پتافیؒ جام پور شہر سے تین کلومیٹر دور دریائے سندھ کی طرف لنڈی پتافی کے رہنے والے اور بلوچوں کی معروف شاخ پتافی کے سردار تھے۔ آپ نے اپنے علاقہ میں تقسیم سے پہلے نسل نو کو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لئے مڈل اسلامی اسکول اور چار پانچ پرائمری اسکول قائم کئے۔ وہاں اہل علاقہ کو قادیانیت، رفض اور آریہ سماج کے فتنوں سے بچانے کے لئے تبلیغی سرگرمیوں کا بھی سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی دعوت پر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ بارہا تشریف لائے۔ نیز آریہ سماجیوں کے مقابلہ میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے آریہ سماجیوں سے مناظرے کرائے اور عوام کو اس فتنہ سے بچایا۔ نیز قادیانیوں کو اپنے بلوں میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ آپ کا سب سے اہم کارنامہ تحریک تنظیم اہلسنت کا قیام تھا۔ آپ نے اس وقت کے جید علماء کرام شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مناظر اعظم مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مشورہ سے ۱۲؍دسمبر ۱۹۴۳ء کو ”تحریک تنظیم اہلسنت“ کی بنیاد رکھی سردار محمود خان لغاریؒ صدر اور خود جنرل سیکریٹری قرار پائے اور امام اہلسنت حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ مہتمم دفتر قرار پائے اور امرتسر میں مرکزی دفتر قائم کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ دفتر ملتان نواں شہر منتقل ہوا۔ آگے چل کر اس تحریک نے بڑے بڑے مبلغ، خطیب اور مقرر پیدا کئے۔ ہمارے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی اسی تحریک کے مبلغ رہے۔ جام پور کی ایک اور مشہور علمی شخصیت حضرت مولانا عبدالحئیؒ جام پوریؒ تھے، آپ نے دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث شریف کرنے کے بعد امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ سے ردِ رفض وخروج پر ٹریننگ حاصل کی۔ جب سردار احمد خان پتافیؒ نے تنظیم اہلسنت کی بنیاد رکھی تو مولانا عبدالحئیؒ نے ان کی سرپرستی میں جامع مسجد مہاجرین کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور جامعہ محمدیہ کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ نیز آپ ایک عرصہ تنظیم اہلسنت پاکستان کے تحت قائم ہونے والے دارالمبلغین میں علماء کرام کو ٹریننگ دیتے رہے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ بعد ازاں چناب نگر میں شرکت فرماتے رہے۔ نپی تلی گفتگو فرماتے۔ ان کی وفات ۴؍جون ۲۰۰۷ء کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد ابوبکر ان کے جانشین قرار پائے، راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں نہ صرف شریک ہوتے ہیں، بلکہ مجلس راجن پور ضلع کے امیر بھی ہیں ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۳ء کو ڈیرہ غازی خان کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹؍نومبر جامع مسجد مولانا عبدالحئیؒ، مدرسہ عربیہ ختم نبوت اعجاز سرور کالونی جام پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مقامی امیر مولانا محمد اقبال نے کی۔ کانفرنس سے ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے مبلغ محمد اقبال ساقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالمجید ازہری نے خطاب کیا، جبکہ مہمانِ خصوصی مولانا محمد ابوبکر تھے۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خیر القرون سے اب تک دی جانے والی عظیم قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ کسی طالع آزما کو ان قربانیوں پر پانی پھیرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے اب تک دسیوں مدعیان نبوت نے دعویٰ نبوت کر کے اسلامیانِ عالم کے متفقہ اور بنیادی عقیدہ میں نقب زنی کی کوشش کی، لیکن امت اپنے اتحاد، تلوار، تحریکوں کے ذریعہ ان کا بھرپور مقابلہ کیا اور بہت سے مدعیان نبوت کو مسلم حکمرانوں نے تہہ تیغ کر کے ان کا نام ونشان مٹا دیا، انشاء اللہ! وہ وقت دور نہیں، جب قادیانیت کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ علماء کرام نے یہودی اور قادیانیت مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔

قادیانی خلیفہ کے داماد کی اسرائیل نوازی

جناب علی ہلال صاحب

انٹرنیشنل کرمنل کورٹ کے چیف پراسیکیوٹر اسد کریم خان عالمی عدالت انصاف کو اسرائیل کی جھولی میں ڈالنے کے لئے سرگرم ہیں۔ یاد رہے کہ کریم اسد خان قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد کے داماد ہیں۔ اسد کریم خان کی جانب سے بین الاقوامی کرمنل کورٹ کو دنیا کے بڑے قاتل اسرائیل کے حق میں استعمال کرنے کا دعویٰ سامنے آگیا ہے جس کے بعد ان کے دورۂ اسرائیل اور رام اللہ کے دوران انسانی حقوق اور قانونی اُمور کے لئے کام کرنے والے فلسطینی گروپوں نے ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق فلسطین میں انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والے تین فلسطینی گروپوں نے انٹرنیشنل کرمنل کورٹ کے پراسیکیوٹر جنرل اسد کریم خان کے ساتھ ملنے سے انکار کی وجہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ انہیں اسد کریم خان سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔ جولائی ۲۰۲۱ء میں عالمی فوجداری عدالت کے پراسیکیوٹر کا چارج سنبھالنے کے بعد اسد کریم خان نے اس عالمی ادارے کو سیاست کا اکھاڑا بنادیا ہے، جہاں اب انصاف اور ثبوت وشواہد کے بجائے فیصلے پسند ناپسند کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں۔

عالمی فوجداری عدالت کے سربراہ کی حیثیت سے اسد کریم خان نے رواں ہفتے اسرائیل کا دورہ کیا۔ ان کے اس دورے کا مقصد فلسطینی مزاحمتی گروپوں حماس اور الجہاد الاسلامی کی جانب سے بازیاب ہونے والے یرغمالیوں اور ان کے وکلا سے ملاقات ہے۔ عالمی فوجداری عدالت کے سربراہ کی حیثیت سے اسد کریم خان سے یہی درخواست فلسطینی گروپوں نے بھی کی تھی کہ وہ ۲۴ نومبر کے بعد قیدی تبادلہ معاہدے کی رو سے اسرائیلی جیلوں سے رہائی پانے والے فلسطینی قیدیوں سے بھی ملاقات کریں۔ تاہم مرزا طاہر کے داماد نے یہ درخواست مسترد کردی اور صرف اسرائیلی یرغمالیوں اور ان کے قانونی معاونین سے ملے۔ مگر انہوں نے رام اللہ کا دورہ کرنے کے باوجود بھی کسی فلسطینی قیدی سے ملاقات نہیں کی جس کے بعد انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والی تین فلسطین فاؤنڈیشنز الحق، القدس سینٹر فار لیگل ایڈ اینڈ ہیومن رائٹس اور انڈی پینڈنٹ کمیشن رائٹس کے نمائندوں نے اسد کریم خان کو متنازع سیاسی ذمہ دار قرار دیتے ہوئے ان سے ملنے سے انکار کردیا۔ فلسطینی گروپوں کے مطابق اسد کریم خان نے عالمی فوجداری عدالت کو سیاست کی نذر کرکے متنازع بنا دیا ہے۔ وہ پروفیشنل طور پر آزاد اور غیر جانبدار پراسیکیوٹر کے طور پر کام کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں جس کے باعث عالمی فوجداری عدالت اب ایک منصفانہ ادارہ کے طور پر اپنا امیج برقرار نہیں رکھ سکی ہے۔

خیال رہے کہ فلسطینی گروپوں سے قبل خود اسرائیل کے اندر ہیومن رائٹس کے لئے کام کرنے والے چار ادارے بھی اسد کریم خان کو جانبداری برتنے اور سیاسی متنازع قرار دے چکے ہیں۔ نہ صرف فلسطینی گروپوں بلکہ خود اسرائیل کے اندر کام کرنے والے ادارے یہ تسلیم کرچکے ہیں کہ اسرائیل کے خلاف مغربی کنارے اور غزہ سمیت فلسطینی اراضی میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جنگی جرائم کا ارتکاب معمول بن چکا ہے مگر ۲۰۱۴ء سے اب تک عالمی عدالت نے اس حوالے سے دائر مقدمات پر مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ عالمی فوجداری عدالت میں فلسطینیوں کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جنگی جرائم کے مقدمات دائر ہونے کے بعد سے اسرائیل نے متعدد دفعہ عالمی عدالت کے محققین کو اسرائیلی دورے کی اجازت دینے سے انکار کیا ہے۔ خیال رہے کہ اسرائیل روم میں ہونے والے اس معاہدے کا بھی حصہ بھی نہیں بنا جس کے تحت عالمی فوجداری عدالت وجود میں آئی ہے۔

اسد کریم خان نے مصر کے راستے سے رفح کراسنگ کا دورہ کیا، جہاں انہیں اسرائیلی قابض فورسز کی جانب سے غزہ کے اندر جانے نہیں دیا

گیا۔مگر اس کے باوجود رخ کراسنگ پر خطاب کرتے ہوئے اسد کریم خان نے جنگی جرائم کے مرتکب اسرائیل کے بجائے فلسطینی مزاحمتی گروپوں کو موردالزام ٹھہرایا۔یادرہے کہ اس سے قبل اسد کریم خان عالمی عدالت انصاف کے چیف پراسیکیوٹر کی حیثیت سے روسی صدر ولادی پیوتن کے خلاف یوکرائن جنگ کے پس منظر میں صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر مقدمہ دائر کر گئے ہیں جبکہ انسانوں کی غیر قانونی جبری بے دخلی اور بالخصوص بچوں کی بے دخلی کا ارتکاب جب اسرائیل کر چکا ہے تو عالمی فوجداری عدالت خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ رپورٹ کے مطابق عالمی فوجداری عدالت پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ویٹو پاور والی بڑی عالمی قوتوں کی اجارہ داری ہے تاہم اس عدالت کے سابق پراسیکیوٹرز بالخصوص واٹس پنسوڈا کے دور میں عالمی عدالت کے فیصلے غیر معمولی حد تک شفاف اور منصفانہ تھے۔بطور خاص عراق اور افغان جنگ میں جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف کارروائی کے مقدمات پر کارروائی کے باعث امریکا نے عدالت کی خاتون پراسیکیوٹر پر باقاعدہ پابندیاں عائد کر دی تھیں، مگر بہادر پراسیکیوٹر نے اس کی پروانہیں کی۔

اس کے برعکس اسد کریم خان پر عالمی فوجداری عدالت کو متنازع بنانے اور ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے حق میں استعمال کرنے کا الزام ہے۔خیال رہے کہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے حوالے سے بیشتر عالمی اداروں نے فرائض انجام دیئے بغیر اسرائیلی حمایت کرتے ہوئے فلسطینیوں سے آنکھیں پھیری ہیں۔ایسے اداروں میں اقوام متحدہ کا اونرا اور ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور ورلڈ فوڈ پروگرام کے نام شامل ہیں۔ ان اداروں نے غزہ میں ادویات کی ترسیل، غذائی امداد کی رسائی اور نقل مکانی کرنے والے متاثرین کی مدد کئے بغیر اپنے کارکنوں اور مشینریز کو نکال کر اسرائیلی پلان کو نافذ کرنے میں مدد کی ہے۔تاہم عالمی فوجداری عدالت کے حالیہ پراسیکیوٹر جنرل کی حیثیت سے مرزا طاہر کے داماد کی جانب سے جس طرح سے عالمی عدالت کو سیاسی متنازع بنایا ہے وہ زیادہ نمایاں اور شرم ناک ہے اور اسے قادیانیوں اور اسرائیل کے درمیان برسوں کے گہرے تعلقات کا شاخسانہ قرار دیا جارہا ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۸؍دسمبر ۲۰۲۳ء)

تحفظ ختم نبوت بسلسلۂ عوامی مہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گاہے بگاہے تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ تمام حلقوں میں تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت اجاگر ہو سکے۔کراچی بھر کے مدارس میں بھی مختلف عنوانات سے یہ کورس مکمل کیا جاتا ہے، جس سے طلبا میں اس اہم مسئلہ کی حساسیت سمیت دلائل کے ہتھیار سے مزین ہوتے ہیں، الحمدللہ! ماہ نومبر اور دسمبر میں کراچی کے مدارس میں چند گھنٹوں پر مشتمل کورس رکھے گئے اور چناب نگر کے مرکزی کورس کی تشکیلات کی ترتیب بھی قائم کی گئی، جس میں ہر سال ملک بھر خصوصاً شہر کراچی سے خاصی تعداد اس مرکزی کورس میں شرکت کرتی ہے، اسی حوالے سے صدر ٹاؤن کے مدارس مدرسہ دولت القرآن، جامعہ غفوریہ پاکولا مسجد، جامعہ سعیدیہ زمزمہ، مدرسہ تحفیظ القرآن گارڈن میں استاذ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد لغاری مدظلہ نے پروگرام ترتیب دیئے اور ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق عقائد جیسے موضوعات پر مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مبلغ کراچی مولانا عبدالحی مطمئن، مسؤل ضلع شرقی مولانا محمد رضوان قاسمی، نگران صدر ٹاؤن مولانا مسعود احمد لغاری نے اسباق پڑھائے۔کورس کے اختتام پر مرکزی کورس چناب نگر کے لئے طلبا کی تشکیلات بھی کی گئیں۔کافی طلبا کی تعداد نے نام کا اندراج کرایا۔اللہ رب العالمین جملہ تمام احباب کی محنتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

کاغذ کی گرانی، پرنٹنگ، ڈاک خرچ میں ہوشربا اضافہ کے سبب ہفت روزہ ختم نبوت کی انتظامیہ رسالہ کی قیمت بڑھانے پر مجبور ہے، لہٰذا مشورہ کے بعد یکم جنوری 2024ء سے فی شمارہ 25 روپے اور زرِ سالانہ 1200 روپے طے پایا ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔(ادارہ)

دوروزہ سالانہ

ختم نبوت اجتماع،صوابی

مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کی زیر نگرانی سالانہ دوروزہ ختم نبوت اجتماع ۲۵،۲۶ر نومبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت پیر طریقت حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق مدظلہ نے کی۔ مفتی غنی الرحمٰن اور مفتی رسال محمد صاحب نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے، تلاوت کلام پاک قاری محمد فیاض مدنی، نعت شریف قاری شاہ حامد اور قاری شاہزیب محمدی نے پیش کی۔ اس کے بعد حضرت شیخ اعزاز الحق مدظلہ نے تمہیدی کلمات بیان کرکے اجتماع کا باقاعدہ آغاز کیا۔ بعد نماز عصر حافظ واصف الرحمٰن رحیمی نے نعت پیش کی، مولانا اسعداللہ جان المظہری (نواسہ وعلمی جانشین حضرت ڈاگئی باباجیؒ) نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کے لئے قربانی دینے پر جامع خطاب کیا۔ مولانا عطاء الحق درویش جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخوا نے ختم نبوت اجتماع کا مقصد، موجودہ حالات اور ہماری علمی، سیاسی وسماجی ذمہ داری کے حوالے سے پُرمغز بیان کیا۔

نماز مغرب کے بعد مولانا مفتی غلام قادری نعمانی مدظلہ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے ’’فتنوں اور ان سے بچاؤ‘‘ کے موضوع پر بیان فرمایا، حافظ نادر شاہ صاحب نے نعت شریف پیش کی۔ مرکزی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہورِ مہدی اور مسئلہ فلسطین پر جامع بیان فرمایا، نیز قادیانی دجل کو بھی بیان کیا۔ حافظ واصف رحیمی اور شاہزیب محمدی نے نعت پیش کی۔ اس نشست کا آخری خطاب شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا قاضی فضل اللہ مدظلہ کا ہوا۔ آپ نے تخلیق کائنات سے لے کر ہدایت کے لئے نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر جامع انداز میں علمی، اور سائنسی دلائل کی روشنی میں تقریباً پونے دو گھنٹے بیان کیا، پھر نماز عشاء ادا کرکے نشست برخاست ہوئی۔

۲۶ر نومبر بروز اتوار بعد نماز فجر شیخ الحدیث والادب حضرت مولانا روح الامین نے سورۂ نسا کے چھٹے رکوع پر درس قرآن دیا۔ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت اور حقوق العباد پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ دوسری نشست کا آغاز صبح نو بجے ہوا۔ راج محمد ہمدرد اور قاری محمد شاہزیب محمدی نے نعت پڑھی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری جمال الدین ترمذی نے حاصل کی۔ اس کے بعد قاری صابر نے نعت شریف پیش کی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل علی مدظلہ مرکزی نائب امیر جمعیت علماء اسلام کا ’’ختم نبوت کے محاذ پر علماء کرام کا سیاسی کردار‘‘ پر خطاب ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چارسدہ کے امیر مولانا پیر حزب اللہ جان صاحب نے اخلاص پر اصلاحی بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست شیخ القرآن حضرت مولانا نورالہادی مدظلہ کا دین پر استقامت واخلاص کے حوالے سے خطاب ہوا۔ حافظ عبداللہ کی نعت کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالہادی مدظلہ (گنذف) نے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور ان سے بائیکاٹ پر بیان کیا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ وراہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات اور کامیابیوں پر مفصل خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما ومرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب (کراچی) نے ختم نبوت کی اہمیت اور اس کے اخروی ثمرات پر مفصل ولولہ انگیز خطاب کیا، پھر نماز ظہر کا وقفہ ہوا۔

نماز ظہر کے بعد تقریباً سوا دو بجے آخری نشست کا آغاز ہوا۔ حافظ مسلم جان نے ختم نبوت پر نظم پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخوا کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کا خطاب ہوا۔ آپ نے ختم نبوت کی اہمیت، مسلمانوں کی ذمہ داری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقاصد پر خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر مولانا قاری اکرام الحق صاحب نے قادیانی لارڈ مرزا مسرور کے پروپیگنڈے کا مدلل جواب دیا اور قادیانی دعووں اور دجل کو بیان کرکے سامعین کو کتابیں دکھائیں۔ تقریباً ساڑھے چار بجے پیر طریقت حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق مدظلہ نے اپنے اختتامی کلمات میں مہمان علماء کرام، تمام خدام اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا، اکابرین اور اپنی طرف سے اس اجتماع کی کامیابی پر انہیں مبارکباد پیش کی۔ آخر میں رقت آمیز دعا کی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنوں اور خادمین کی سعی کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے، تمام شرکا کی حاضری قبول فرمائے، تادم مرگ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

7 ستمبر 1974ء کو

پارلیمنٹ کا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا

تاریخ ساز فیصلہ

7 ستمبر 1974ء تا 7 ستمبر 2024ء

50 سال مکمل ہونے پر عالمِ اسلام کو

تحفظ ختم نبوۃ

گولڈن جوبلی مبارک ہو

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت